# Huye jab hum rubaro

by kcs

مریم عزیز

# ہوئے جب تم روبرو

## مکمل ناول

وہ سر جھکائے ان کی باتیں سن رہا تھا اور اس کے یوں خاموش رہنے پر ان کا نرم لہجہ غصیلا ہوتا جارہا تھا۔

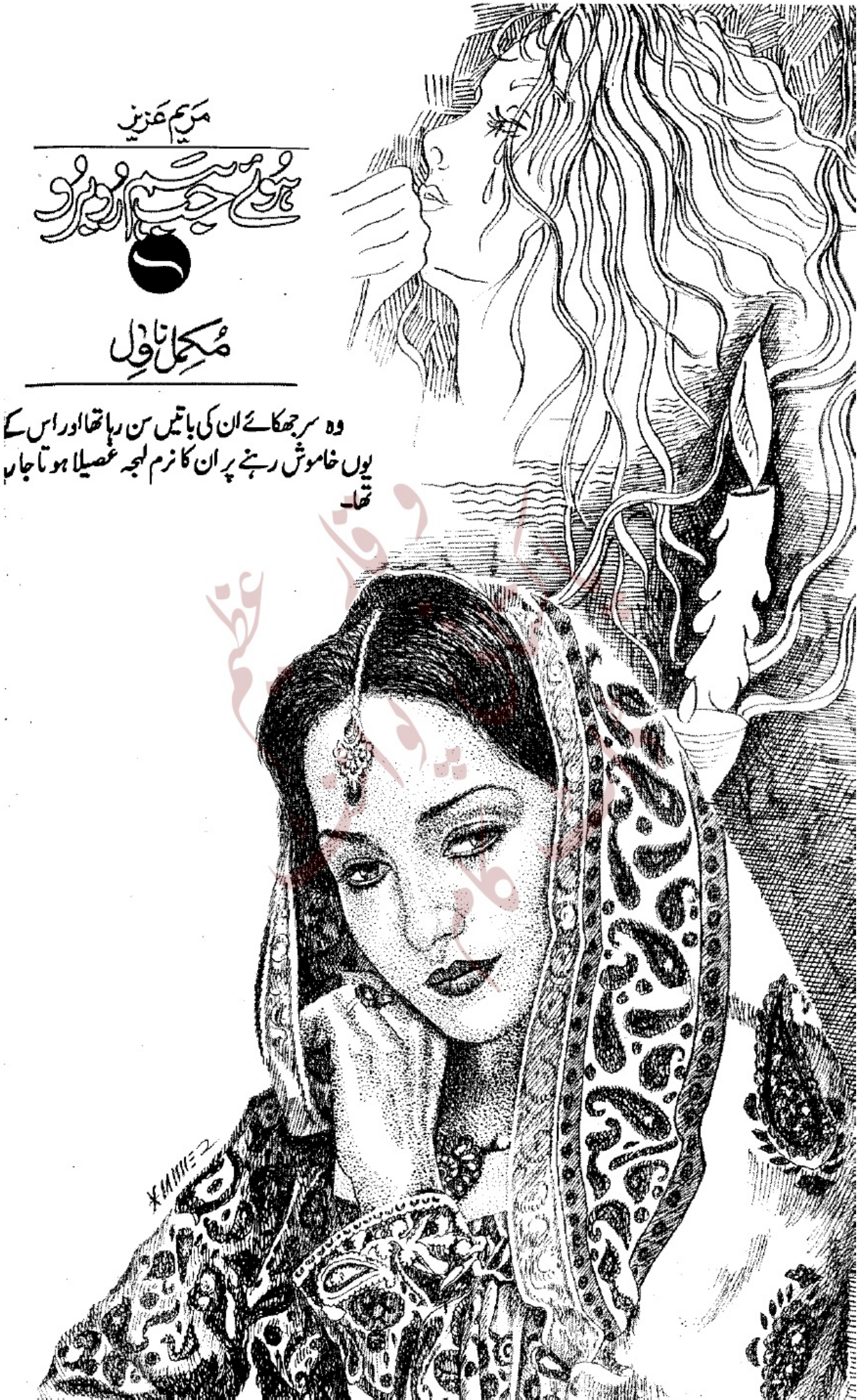

"میں تم سے بات کر رہا ہوں نوفل!" شاہد صاحب نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو اس نے دھیرے سے سر اٹھایا۔

"سن رہا ہوں ابو۔"

"تو کیا سمجھ میں آیا تمہارے؟" ان کا انداز امتحان لینے والا تھا۔

"یہی کہ مجھے لاہور جانا ہے۔"

"برخوردار! صرف لاہور ہی نہیں جانا' وہاں جا کر جاب بھی کرنی ہے۔ میں ممتاز سے بات کر چکا ہوں' اس نے بینک میں تمہاری جاب کا بندوبست کیا ہے۔ تمہیں خاور کے گھر رہنا ہے' میں وہاں بھی بات کر چکا ہوں۔"

"ابو' میں کسی کے گھر نہیں رہ سکتا۔" وہ احتجاجاً بولا۔

"کیوں وہاں رہنے میں تمہیں کیا تکلیف ہے۔ تم نے کون سا ان کے گھر رہنا ہے۔ اس نے تمہارے لیے انیکسی میں انتظام کیا ہے اور وہاں جا کر یہ مت بتانا کہ تم ماڈلنگ جیسا بے ہودہ کام بھی کرتے ہو۔"

"ابو جی' میرے شوق کو بے ہودہ تو نہیں کہیں۔" وہ قدرے ناراضی سے بولا۔

"بے ہودہ کو بے ہودہ نہ بولوں تو اور کیا بولوں۔ اچھا خاصا پڑھ لکھ کر یہ بھانڈوں والا کام کرنا تھا تمہیں۔" نوفل نے اب کچھ کہنے کے بجائے سر جھٹکنے پر اکتفا کیا۔

"کہاں جا رہے ہو؟" اسے اٹھتا دیکھ کر وہ غصے سے بولے۔

"آپ کو جو کہنا تھا' میں نے سن لیا ہے۔"

"میری بات ابھی پوری نہیں ہوئی۔" ان کے کہنے پر وہ طوعاً" و کرہاً" واپس بیٹھ گیا۔

"خاور کی ایک بیٹی بھی ہے۔" کہہ کر وہ خاموش ہو گئے تو نوفل منتظر نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

"ہم نے بچپن میں تمہاری بات اس کے ساتھ طے کر دی تھی۔"

"کیا؟" وہ چیخ اٹھا تھا۔

"آہستہ بولو۔ کان کے پردے پھاڑو گے کیا۔" شاہد صاحب نے ناگواری سے اپنے اکلوتے بیٹے کو دیکھا۔

"ابو! آپ کو پتا ہے' آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" اس نے جیسے انہیں ان کی بات کا احساس دلانے کی کوشش کی۔

"ہوش و حواس میں ہوں برخوردار! پتا ہے مجھے کیا کہہ رہا ہوں۔ ہم نے ایک بات کی تھی' کوئی رسم نہیں کی تھی۔ تمہیں وہاں بھیجنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ تم اس بچی سے مل لو پھر جو تمہاری مرضی ہو گی۔" نوفل کو ان کی آخری بات سے تھوڑا حوصلہ ہوا ورنہ اسے اپنا مستقبل تاریک ہوتا نظر آرہا تھا۔

"اب اگر آپ کی اجازت ہو تو میں جاؤں؟"

"ہاں جاؤ' اتنی تکلیف میں بیٹھے ہو جیسے صوفے میں کیلیں جڑی ہوں۔" اس کے باہر نکلتے ہی شاہد صاحب نے افسوس سے سرہلایا۔

کمرے میں آکر اس نے بے زاری نظر کمرے میں بکھرے سامان پر ڈالی۔ ایک تو اسے پہلے ہی انجانی جگہ پر جانے پر چڑ ہو رہی تھی' اوپر سے ابو نے نیا شوشا چھوڑ دیا تھا۔

"ایک لڑکی جسے میں جانتا بھی نہیں' ابو نے اس سے میری بات طے کردی' ربش۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔ وہ غصے سے کپڑوں کے گولے بنا کر سوٹ کیس میں پھینکنے لگا تب ہی اس کے موبائل کی بیل بجی۔ اسکرین پر سائرہ کا نام دیکھ کر اس نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔

"ہیلو کیسی ہو۔"

میں تو ٹھیک ہوں' تم اپنی بتاؤ' زیادہ بزی ہو جو نہ فون کیا اور نہ ہی کوئی میسج؟"

"ہوں' بزی تو ہوں۔ تمہیں بتایا تو تھا لاہور جا رہا ہوں۔ اسی کی تیاری میں بزی ہوں۔"

"اچھا جانے سے پہلے مل سکتے ہو؟" کپڑے رکھتا نوفل کا ہاتھ ایک پل کے لیے رکا تھا۔

"خیریت۔" وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"ہاں خیریت ہے' ویسے ہی کہہ رہی تھی پھر پتا نہیں کب ملاقات ہو۔" اس کی بات سن کر نوفل مسکرا دیا تھا۔

"میں ہمیشہ کے لیے نہیں جا رہا۔"

"جانتی ہوں۔" وہ چڑ کر بولی۔

"اچھا دیکھتا ہوں' وقت ملا تو تم سے بھی مل لوں گا۔"

"اتنا احسان کرنے کی ضرورت نہیں' نہیں ملنا تو مت ملو۔" کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ نوفل نے سر جھٹکا۔ وہ ناراض ہو گئی تھی اور نوفل میں اس وقت بالکل ہمت نہیں تھی کہ اسے منا سکے۔ وہ تیزی سے سامان پیک کرنے لگا۔

☼ ☼ ☼

ایک تو سردی کا موسم' دوسرے آج سورج نے اپنی شکل ہی نہیں دکھائی تھی تو موسم زیادہ سرد ہو گیا تھا۔ اس نے باہر نکلتے ہی جھرجھری لی تھی۔ چادر کو اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ کر وہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔ چائے کا پانی رکھ کر وہ ابو کے کمرے کی طرف آئی۔ وہ حسب معمول قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے۔ آہٹ پر انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا اور اسے دیکھ کر مسکرا دیے۔

"ابو' میں یہ پوچھنے آئی تھی آپ ناشتے میں کیا لیں گے؟"

"جو تم کھاؤ گی۔"

"میرا تو آج پراٹھا کھانے کا موڈ ہو رہا ہے۔"

"تو ٹھیک ہے' میں بھی پراٹھا کھا لوں گا۔" ان کے کہنے پر وہ سرہلاتی ہوئی واپس مڑ گئی۔ واپسی پہ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں اس کا اور ابو کا ناشتا تھا۔

"انیکسی صاف کروا دی تھی۔" چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے انہوں نے شرمین سے پوچھا۔

"جی وہ تو کل ہی صاف کروا دی تھی۔" وہ جواب دے کر ناشتا کرنے لگی کچھ دیر بعد وہ دوبارہ بولی۔

"ابو آپ کے دوست کا بیٹا کتنا عرصہ یہاں رہے گا۔"

"جب تک وہ رہنا چاہے۔"

"ابو کیا اس کا یہاں رہنا مناسب ہو گا۔" خاور
اب نے غور سے بیٹی کا چہرہ دیکھا۔
"تمہیں پسند نہیں اس کا یہاں رہنا؟"
"بات پسند کی نہیں ابو۔۔۔"
"دیکھو بیٹا۔" خاور صاحب اس کی بات کاٹ کر
لے۔ "شاہد میرا بہت اچھا دوست ہے اور اتنا ویل
ہے کہ اس کا بیٹا کہیں اور بھی رہ سکتا تھا لیکن شاہد
نے اسے خصوصی تلقین کی ہے یہاں رہنے کی اور مجھے
ب اس نے اطلاع دی کہ نوفل آ رہا ہے تو میں کیا کہتا
کہ نہ بھیجو۔"

ان کی اتنی تفصیل پر وہ کچھ شرمندہ ہو کر بولی۔
را یہ مطلب نہیں تھا؟"
جانتا ہوں بیٹا، تم کیا کہنا چاہتی ہو لیکن مجھے لگتا ہے
کہ شاہد اپنے بیٹے کو خاص مقصد سے بھیج رہا ہے۔"
ب کی بار شرمین نے چونک کر انہیں دیکھا۔
"بچپن میں اس نے جو بات کی تھی۔ شاید وہ اس کو
تی شکل دینا چاہتا ہے۔"
شرمین نے سر جھٹکا۔ "وہ بچپن کی بات تھی ابو!
تنے سال گزر گئے، انہوں نے کبھی رابطہ نہیں کیا،
ملنے نہیں آئے اور اب اچانک اپنے بیٹے کو بھیج رہے
ہیں۔ ضروری تو نہیں ان کا یہ مقصد ہو اور پھر ایسا کیسے
ہو سکتا ہے۔ ہم نہ کبھی ایک دوسرے سے ملے ہیں نہ
ہی ایک دوسرے کی پسند، ناپسند اور عادتوں کو جانتے
ہیں۔"
"تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن اگر ایسا ہو جائے تو اس
سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ آج کے دور میں گھر
بیٹھے اچھا رشتہ مل جانا اللہ کی نعمتوں میں سے ایک ہے
ورنہ بیٹیاں ماں باپ کی دہلیز پر اچھے رشتے کے انتظار
میں بوڑھی ہو جاتی ہیں۔" وہ افسردگی سے بولے تو اب
کی بار شرمین نے کوئی جواب نہیں دیا تھا بس خاموشی
سے ٹرے لے کر کھڑی ہو گئی۔

☆ ☆ ☆

"بیٹا! یہاں پہنچنے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا۔"
انہوں نے سامنے بیٹھے نوفل سے پوچھا۔
"نہیں انکل۔" اس نے بمشکل مسکرا کر جواب دیا
وہ اس وقت اتنا تھکا ہوا تھا کہ دل چاہ رہا تھا فوراً سو
جائے۔
"شاہد کیسا ہے؟"
"ابو بھی ٹھیک ہیں۔ آپ کو سلام کہہ رہے
تھے۔"
"وعلیکم السلام۔" وہ مسکرا کر بولے۔ "میں کروں
گا کل اسے فون۔" کہہ کر وہ کھڑے ہو گئے۔
"چلو میں تمہیں انیکسی دکھا دوں، امید ہے تمہیں
پسند آئے گی۔"
نوفل نے شکر ادا کیا کہ انکل کے انٹرویو کا سلسلہ
اختتام کو پہنچا۔ انیکسی دو کمروں اور ایک کچن پر مشتمل
تھی۔ صاف ستھری انیکسی دیکھ کر اس کا دل خوش ہو
گیا۔
"تم آرام کرو بیٹا پھر ملاقات ہو گی۔" ان کے جاتے
ہی وہ گرنے کے انداز میں بیڈ پر گرا تھا اور کچھ دیر بعد وہ
خراٹے لے رہا تھا۔ کافی دیر بعد اس کی آواز نامانوس
آواز سے کھلی تھی۔ آنکھ کھلنے پر اس نے آنکھ کھلنے کی
وجہ پر غور کیا، کوئی دروازہ بجا رہا تھا۔ کچھ دیر تک تو اس
کی سمجھ نہیں آیا کہ وہ کہاں ہے اور پھر آتے ہی وہ
تیزی سے اٹھا۔ خاور انکل ٹرے لیے دروازے میں
کھڑے تھے۔ وہ شرمندہ ہوا۔
"سوری انکل! میں سو گیا تھا۔"
"کوئی بات نہیں۔" وہ مسکرا کر بولے۔
"یہ کھانا لایا تھا۔"
"انکل آپ نے کیوں زحمت کی۔"
"زحمت کی کیا بات ہے بیٹا! تم تھکے ہوئے آئے
تھے، بھوک بھی لگی ہوئی ہو گی کھانا گھر میں بنا ہوا تھا تو
لے آیا۔" انہوں نے ٹرے اس کی طرف بڑھائی تو
رومال اٹھاتے ہی اس کی بھوک چمک اٹھی تھی۔ گرما
گرم بریانی ساتھ رائتہ اور سلاد اس نے کھڑے کھڑے
چمچہ بھر کر منہ میں ڈالا۔ بریانی بہت مزے کی تھی اور

اس نے بے ساختہ اظہار بھی کر دیا۔

"بہت مزے کا کھانا ہے انکل! آپ بیٹھیں ناں۔"

اسے اچانک احساس ہوا کہ وہ جب سے آئے ہیں کھڑے ہیں۔

"نہیں، تم آرام سے کھاؤ۔ ویسے تو یہاں ہر چیز موجود ہے لیکن اگر کچھ چاہیے ہو تو مارکیٹ نزدیک ہے۔" نوفل ہاتھ روک کر خاور انکل کو دیکھنے لگا یہ سب باتیں بتانے کا ان کا جو مقصد تھا وہ اس کی سمجھ میں آگیا تھا۔ تو نوفل! بڑے میاں کا مطلب ہے 'آئندہ اپنے کھانے کا بندوبست خود کرلو۔" اس نے دل میں خود کو مخاطب کیا۔

"اچھا بیٹا تم آرام کرو۔"

"آرام کیا خاک کرنا ہے۔" ان کے جانے کے بعد وہ بڑبڑایا۔ کھانے کا مزہ دوبالا ہونے کے بجائے کرکرا ہو گیا تھا۔ برتن لے کر وہ کچن میں آیا تو باقی انیکسی کی طرح کچن بھی صاف ستھرا تھا۔ اس نے سنک کے اردگرد نظر دوڑائی وہاں برتن دھونے والا صابن کہیں نہیں تھا اس نے گہرا سانس لے کر بالوں میں ہاتھ چلایا اور کیبنٹ کھول کر دیکھنے لگا۔ کچن میں برتنوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ سارا سامان لانے والا تھا۔

اگلے دن 'ایک تو آفس میں اس کا پہلا دن تھا دوسرے وہ مارکیٹ چلا گیا تو اسے گھر پہنچنے میں زیادہ دیر ہو گئی۔ شاپرز ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کر کے اس نے دروازے کی گھنٹی بجائی۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ پر آہٹ ہوئی اور پھر ایک نسوانی آواز آئی۔ نوفل نے چونک کر گیٹ کو یوں دیکھا جیسے گیٹ کے پار اسے وہ چہرہ نظر آہی جائے گا۔

"میں نوفل 'کل انیکسی میں شفٹ ہوا ہوں۔"

اس نے اپنا پورا تعارف کروایا کہ پتا نہیں وہ اسے جانتی بھی ہے یا نہیں۔ اس کے بتانے پر قدموں کی آواز سنائی دی جیسے کوئی واپس اندر چلا گیا ہو۔ وہ جی بھر کر حیران ہوا اور اب کی بار اس نے ہاتھ سے گیٹ پر دستک دی تھی۔ دوبارہ قدموں کی آواز آئی اور اب کی بار گیٹ کھل گیا۔ خاور انکل سامنے کھڑے تھے اور ان کی شکل دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ نیند سے [illegible] آئے ہیں۔

"اسلام علیکم۔" اس نے جلدی سے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔" وہ کافی سنجیدگی سے بولے [illegible] کے راستہ دینے پر وہ اندر آگیا۔

"بیٹا' ایک بات کہنی تھی۔"

"جی انکل۔" وہ جاتے جاتے مڑ کر دیکھنے لگا۔

"میں ذرا جلدی سو جاتا ہوں اور گھر میں صرف [illegible] اور میری بیٹی ہوتے ہیں اور اتنی لیٹ ہم گیٹ [illegible] کھولتے۔"

نوفل جی بھر کر شرمندہ ہوا۔ "سوری انکل' بینک میں میرا پہلا دن تھا' وہاں سے لیٹ نکلا پھر کچھ [illegible] کچھ سامان لینا تھا۔ مارکیٹ کا مجھے پتا نہیں تھا' سوار[illegible] بھی کوئی نہیں تھی میرے پاس' اس لیے دیر ہوئی آ[illegible] دھیان رکھوں گا۔" آخر میں وہ سنجیدگی سے بولا تو وہ [illegible] ہلا کر اندر کی طرف مڑ گئے۔ جبکہ نوفل کی شرمندگی [illegible] جگہ غصے نے لے لی۔

"عجیب لوگ 'دس بجے سو جاتے ہیں۔" دروا[زہ] کھولتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔

"گھر نہ ہوا ہوٹل ہو گیا۔ اتنے بجے اٹھو اتنے ب[جے] سوؤ۔ ایسے نہ کرو ویسے کرو۔" اس نے شاپرز کو میز [پر] پٹخا۔

"ابو نے بھی پتا نہیں مجھے کس مصیبت میں پھن[سا] دیا عجیب کنزرویٹو لوگ ہیں۔ بیٹی دروازہ نہیں کھول سک[تی] 'پردے کی بو بو۔" اس نے کلستے ہوئے اس کو عجیب سا نام دیا اور بازار سے لائی ہوئی بریانی پلیٹ میں نکا[لنے] لگا۔

وہ باتھ روم سے نکلا تو اس کا موبائل بج رہا تھا۔ اسکرین پر نظر پڑتے ہی اس کے ہونٹ مسکرا اٹھے تھے۔

"ہیلو۔" اس کی ہیلو کے جواب میں دوسری طرف سے گالیوں کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا تھا۔

"ذلیل 'کمینہ 'خبیث جیسے نام تمہارے لیے ب[نے] ہیں۔" نوفل نے مسکراتے ہوئے موبائل کندھے او[ر]

سر کے درمیان اٹکایا اور دوسرے ہاتھ سے برش کرنے لگا۔

"کیابات ہے، تجھے مجھ پر اتنا پیار کیوں آرہا ہے۔" ادایا" وہ اور بھڑکا تھا۔

"شرم تو تمہیں چھو کر بھی نہیں گزری نوفل! میں شاید تمہیں گالیاں دے رہا ہوں، کان کی میل ہٹا کر سنو تو سنائی دے گا۔"

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے سبطین مراد کہ میں ابھی ابھی نہا کر آیا ہوں۔ کان بھی صاف کیے ہیں میں نے۔ یہ الگ بات ہے مجھے گالیاں بھی پھول کی طرح لگتی ہیں۔" وہ بھی پورا ڈھیٹ تھا۔

"لعنت ہو تم پر۔" سبطین جل کر بولا۔

"مہربانی، نوازش ہے جناب کی" وہ ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھ کر بیڈ کی طرف آگیا۔

"تمہیں اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ تم مجھے بتا دیتے کہ تم لاہور جا رہے ہو۔ وہ تو آج میں گھر گیا تو پھوپھو نے بتایا کہ تم لاہور گئے ہو پھوپھو کے سامنے شرمندہ کروا دیا مجھے، یہ دوستی ہے ہماری، یہ ہو تم میرے لنگوٹیے یار۔" اس کی اصطلاح پر نوفل قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"معاف کر دو یار! سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ بتانے کا ٹائم نہیں ملا۔"

"بکواس نہ کرو نوفل! سائرہ تمہاری پھوپھی لگتی ہے جسے بتا کر آئے ہو۔"

"اوہ! تو تمہیں غصہ اس بات کا ہے۔" نوفل نے او کو لمبا کھینچا۔

"نہیں، مجھے غصہ اس بات کا ہے کہ تم گئے کیوں بتائے بغیر اور میرے بغیر۔"

"یار بتایا تو ہے اچانک جاب لیٹر آگیا اور دوسرا میں غصے میں تھا ابو نے اچانک حکم دے دیا کہ ان کے دوست کے گھر ٹھہروں اور جہاں تک سائرہ کی بات ہے تو اس نے مجھے فون کیا تھا میں نے نہیں اور تمہیں آج نہیں تو کل میں فون کرنے والا تھا۔"

"رہنے دو، اب میری آواز سن کر تمہیں یاد آیا کہ مجھے بتانا تھا۔" سبطین اب قدرے ناراضی سے بولا۔


ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے
بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

| کتاب کا نام | مصنفہ | قیمت |
|---|---|---|
| بساطِ دل | آمنہ ریاض | 500/- |
| ذرد موسم | راحت جبیں | 1000/- |
| زندگی اِک روشنی | رخسانہ نگار عدنان | 500/- |
| خوشبو کا کوئی گھر نہیں | رخسانہ نگار عدنان | 200/- |
| شہرِ دل کے دروازے | شازیہ چودھری | 500/- |
| تیرے نام کی شہرت | شازیہ چودھری | 250/- |
| دل ایک شہرِ جنوں | آسیہ مرزا | 450/- |
| آئینوں کا شہر | فائزہ افتخار | 500/- |
| بھول بھلیاں تیری گلیاں | فائزہ افتخار | 600/- |
| پھلاں دے رنگ کالے | فائزہ افتخار | 250/- |
| یہ گلیاں یہ چوبارے | فائزہ افتخار | 300/- |
| عین سے عورت | غزالہ عزیز | 200/- |
| دل اُسے ڈھونڈ لایا | آسیہ رزاقی | 350/- |
| بکھر نا جائیں خواب | آسیہ رزاقی | 200/- |
| زخم کو ضد تھی مسیحائی سے | فوزیہ یاسمین | 250/- |
| اماوس کا چاند | بشریٰ سعید | 200/- |
| رنگ خوشبو ہوا بادل | افشاں آفریدی | 500/- |
| درد کے فاصلے | رضیہ جمیل | 500/- |
| آج گگن پر چاند نہیں | رضیہ جمیل | 200/- |
| درد کی منزل | رضیہ جمیل | 200/- |
| میرے دل میرے مسافر | تسیم سحر قریشی | 300/- |
| تیری راہ میں رُل گئی | میمونہ خورشید علی | 225/- |
| شامِ آرزو | ایم سلطانہ فخر | 400/- |

[illegible]
فون نمبر: 32216361

"اب ناراض بیویوں کی طرح اینٹھتے ہی رہو گے یا کچھ بولو گے بھی۔ سخت نیند آ رہی ہے، صبح پھر جلدی جانا ہے۔"

"جا، مر جا۔" وہ غصے سے بولا۔

"بول نا یار۔"

"میں بھی لاہور آ رہا ہوں۔" آخر کار بلی تھیلے سے باہر آ گئی تھی۔ نوفل کی بند ہوتی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں۔

"کیوں؟"

"کیوں کا کیا مطلب؟ مجھے وہاں جاب نہیں مل سکتی کیا، تمہیں کیا لگتا ہے لاہور والوں نے بس تمہیں جاب دینے کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا۔" کیوں کے جواب میں وہ طنزیہ بولا۔

"اور میں رہوں گا بھی تیرے ساتھ۔" سبطین کے کہنے پر وہ لیٹے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"دماغ خراب ہے تمہارا، میں خود بیزار بیٹھا ہوں۔ پتا نہیں انہوں نے کتنی مشکل سے مجھے رکھا ہوا ہے۔ اب تم بوجھ بن کر آ جاؤ گے تو تمہیں چھوڑ مجھے بھی نکال دیں گے۔ آگے ہی آج دیر سے آنے پر انہوں نے مجھے اتنی باتیں سنائی ہیں۔"

"یہ سب مجھے نہیں پتا، میں بس صبح آ رہا ہوں۔ ایڈریس تم بھیج رہے ہو یا میں انکل سے رابطہ کروں۔"

"فٹے منہ تمہارا سبطین، بن بلائے مہمان بن رہے ہو۔"

"جو بھی سمجھ لو بس ایڈریس بھیج دو میں صبح پہنچ جاؤں گا۔" کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ جبکہ نوفل نے بے ساختہ ہاتھ کا مکا بنا کر بیڈ پر مارا۔

نوفل کی بات سن کر کچھ دیر کے لیے خاور صاحب کچھ بولے ہی نہیں، نوفل بھی نظریں جھکا کر بیٹھ گیا۔

"انکل وہ میرا ماموں زاد ہے اور بہت شریف لڑکا ہے اگر آپ کو میری بات کا یقین نہیں تو ابو سے فون کر کے پوچھ لیں۔"

خاور صاحب نے سنجیدہ نظر نوفل پر ڈالی۔ پہلے ہی بتا چکا ہوں میرے ساتھ ایک جوان بچی ہے، میں نہیں چاہتا لوگوں کو باتیں کرنے کا ملے۔"

اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتے نوفل بول پڑا۔ آپ کو ہم دونوں کی طرف سے کوئی پریشانی نہیں اگر کوئی پرابلم ہوئی تو ہم اسی وقت یہاں سے جائیں گے۔" خاور صاحب نے گہرا سانس لیا۔

"ٹھیک ہے بیٹا۔" وہ کھڑے ہو گئے۔

"کب آ رہا ہے تمہارا کزن؟"

"آج پہنچ جائے گا۔" نوفل بھی کھڑا ہو گیا۔

☆ ☆ ☆

وہ جب بس سے اترا تو ٹھنڈ اور دھند نے ا استقبال کیا۔ اس نے دونوں ہاتھ آپس میں رگڑ پھر انہیں جیکٹ کی جیبوں میں گھسا لیا۔

"یار! کتنی سردی ہے۔" اس نے بجتے دانتوں سختی سے ایک دوسرے پر جمایا اور بیگ اٹھا کر ڈا اسٹیشن سے باہر آ گیا۔

اس نے ایک رکشے والے کو روکا اور اسے نوفل بھیجا ہوا پتا بتایا تو اس نے سر ہلا کر اسے بٹھا لیا۔ سڑکو پر کافی دیر گھومنے کے بعد سبطین نے اکتا کر پوچھا۔

"بھائی کب پہنچیں گے۔"

"بھائی صاحب کالونی کے نزدیک پہنچ گئے ہیں آگے کا رستہ تمہیں معلوم ہو گا۔ تم بتاؤ، اس سڑک جانا ہے یا اس سڑک پر۔" رکشہ ڈرائیور کے پوچھنے سبطین کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔

"تمہیں پتا نہیں کدھر جانا ہے۔" اتنی سردی میں پچھلے پونے گھنٹے سے وہ اسے گھما رہا تھا اور ا ایڈریس بھی پتا نہیں تھا، یہ سن کر سبطین کا غصہ س

نیزہ پر پہنچ گیا تھا۔

"جب تمہیں پتا نہیں تھا تو مجھے بٹھانے ک ضرورت کیا تھی؟" وہ غصے سے بولا۔

"اب مجھے کیا پتا کہ تمہیں اپنے گھر کا پتا نہیں معلوم" ڈرائیور نے ہنس کر جیسے اس کا مذاق اڑایا تو سبطین کا دل چاہا مکا مار کر اس کے اگلے دانت توڑ دے ڈرائیور نے شیشے سے سبطین کا چہرہ دیکھا تو دانت فوراً اندر کر لیے۔

"یہ مارکیٹ ہے، یہاں سے پوچھتا ہوں شاید پتا چل جائے۔"

یہ کہہ کر وہ رکشہ سے اتر گیا۔

وہ مارکیٹ سے اپنا مطلوبہ سامان لے کر نکلی تو دروازے میں ہی جم کر رہ گئی۔ اس کی گاڑی کے پیچھے رکشہ اور سائیڈ پر گاڑی کھڑی تھی حالانکہ اس نے اپنی گاڑی ایسی جگہ کھڑی کی تھی کہ واپس نکلنے میں آسانی ہو اس نے گہرا سانس لے کر اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی اور کار کی طرف بڑھ گئی۔ شاپرز اندر رکھ کر پہلے وہ دوسری کار کی طرف آئی اندر کوئی نہیں تھا۔ وہ مایوس ہو کر رکشے کی طرف آئی جہاں پچھلی سیٹ پر کوئی بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ایکسکیوزمی! کیا آپ یہ رکشہ پیچھے کر سکتے ہیں، مجھے اپنی کار نکالنی ہے۔" وہ سبطین سے مخاطب ہوئی۔

"وہ رکشہ ڈرائیور اندر گیا ہے۔ آپ کی کار کون سی ہے۔" سبطین نے یونہی پوچھ لیا۔

"وہ آگے جو سفید مہران ہے۔" وہ انگلی سے اشارہ کر کے بتانے لگی سبطین نے اس کے اشارے کی طرف دیکھا۔

"ویسے آپ کار کو تھوڑا آگے کر کے رائٹ سائیڈ پر وہیل گھما کر ریورس کریں تو کار نکل سکتی ہے۔" فاریہ نے ایک نظر غور سے اس نوجوان کو دیکھا جو سنجیدہ لگ رہا تھا۔ سبطین کو ایک دم اپنا کام یاد آیا تو وہ موبائل نکال کر بولا۔

"کیا آپ یہ ایڈریس بتا سکتی ہیں۔" فاریہ نے پتا دیکھ کر سبطین کی شکل دیکھی، وہ یہ پتا جانتی تھی لیکن نہ جانے کیوں اس نے سر نفی میں ہلایا اور واپس آ کر اپنی کار میں بیٹھ گئی اور بوکھلاہٹ میں اس نے کار دائیں کی جگہ بائیں میں گھما کر ریورس کی تو کار الٹی سمت میں جانے لگی اس نے جلدی سے بریک لگائی اور مڑ کر رکشے کی طرف دیکھا، سبطین کا چہرہ دیکھ کر اسے بے حد غصہ آیا تھا جو ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں ہونٹ بھینچ رہا تھا۔ اس نے گاڑی بند کی اور باہر نکل آئی۔

"کس خوشی میں آپ کو ہنسی آ رہی ہے؟" وہ ایک دم اس کے سر پر پہنچ کر غصے سے پوچھنے لگی۔ سبطین پہلے تو حیران ہوا پھر اسے اس لڑکی کا انداز دیکھ کر غصہ آ گیا۔

"کیوں ہنسنے پر پابندی ہے۔" وہ بھی الٹا بولا۔

"اتنی ہی ہنسی آ رہی ہے تو گاڑی یہاں سے نکال کر بتائیں۔" سامنے کھڑی لڑکی کا چیلنج کرتا انداز سبطین کو تپانے کے لیے کافی تھا۔ وہ تیزی سے رکشے سے اترا۔

"چابی۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر چابی مانگی جو بڑی بے نیازی سے فاریہ نے اسے تھما دی۔ سبطین نے دو منٹ میں کار پارکنگ سے نکال کر سڑک پر کھڑی کر دی۔ فاریہ نے دل میں شکر ادا کرتے ہوئے اس سے چابی لی اور اس کا شکریہ ادا کیے بغیر گاڑی بھگا لے گئی۔ وہ رکشے والے کو دیکھ رہا تھا جو ایک دکان سے دوسری دکان میں جا رہا تھا۔ تبھی اس کا موبائل بجا۔ نوفل کی کال تھی۔

"کہاں ہو یار! کب سے انتظار کر رہا ہوں۔"

"یہیں ہوں، پتا نہیں کون سے کوہ قاف میں رہ رہے ہو۔ مل ہی نہیں رہا۔" وہ تپا ہوا بولا۔

"تم ہو کہاں؟" سبطین نے سر اٹھا کر اس مارکیٹ کا نام پڑھا اور نوفل کو بتایا۔

"تم قریب ہی ہو، وہیں ٹھہرو میں آ رہا ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد نوفل اس کے سامنے تھا۔

"یہ قریب تھا اور تمہیں مل نہیں رہا تھا؟" رکشے والے کو فارغ کر کے اس نے بیگ اٹھایا تو نوفل نے کہا۔

"یار! یہاں کے لوگ بہت عجیب ہیں۔ احسان

فراموش اور جھوٹے' ابھی ایک لڑکی سے پوچھا۔ اس نے کہا "یہ ایڈریس یہاں ہے ہی نہیں۔" سبطین کو اب رہ رہ کر اس لڑکی پر غصہ آرہا تھا جو نہ شکریہ ادا کر کے گئی تھی اور نہ پتا بتا کے گئی تھی۔

"چھوڑو یار اب پہنچ گئے نا۔"

"تم نے اپنے انکل سے بات کرلی نا میرے بارے میں۔" سبطین نے احتیاطاً پوچھا۔

"ہاں کرلی تھی انہیں اعتراض تو ہوا تھا پر مان گئے پھر۔"

"اعتراض کیوں تھا انہیں۔" سبطین کو آج چھوٹی چھوٹی باتیں محسوس ہو رہی تھیں۔

"یار تم پر ہی نہیں انہیں ہر بات پر اعتراض ہے۔ دیر سے کیوں آئے' یہاں لڑکے نہ آئیں' باہر لان میں ہر وقت نہیں جا سکتے' چھت پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔"

"اچھا۔" سبطین نے اچھا کو لمبا کر کے کھینچا۔

"اور اس کی وجہ ان کی اکلوتی بیٹی ہے۔" نوفل نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا اچھی نہیں ہے۔"

"مجھے کیا پتا' میں نے کون سا دیکھی ہے۔"

"تو تم اتنا منہ بنا کر اس کا ذکر کیوں کر رہے ہو۔" سبطین نے حیران ہو کر پوچھا۔

"عجیب ہے یار' اس دن میں واپس آیا تو بجائے گیٹ کھولنے کے اتنی سردی میں کھڑا کر کے اندر چلی گئی۔ زہر لگتی ہیں مجھے ایسی لڑکیاں جو فضول میں پردہ کرنے کی ایکٹنگ کرتی ہیں۔"

"کیا پتا وہ سچ میں ایسی ہو' ایکٹنگ نہ کرتی ہو۔"

"جو بھی ہے یار! بہرحال اس گھر میں کرفیو سسٹم ہے۔"

"چھوڑ نا یار' ہمیں کیا لینا دینا اس لڑکی سے۔" سبطین نے جیسے بات ختم کی تو نوفل اسے دیکھ کر رہ گیا۔ اب اسے کیا بتاتا اس کے ابو کیا سوچ کر بیٹھے ہیں۔

☼ ☼ ☼

وہ گھر میں داخل ہوئی تو بھابھی کے ساتھ بیٹھے کے بھائی کو دیکھ کر اس کے منہ پر بارہ بج گئے۔

"لو فاریہ بھی آگئی۔" اسے دیکھ کر بھابھی نے ناصر بتیسی نکال کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ منہ بنا کر اند طرف بڑھنے لگی۔

"فاریہ! تمیز بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ تمہیں ا توفیق نہیں ہوئی کوئی مہمان بیٹھا ہے' اسے سلا لو۔" وہ جاتے جاتے پلٹ کر ثمو بھابھی کو دیکھنے لگی۔

"کون مہمان؟" اس نے حیران ہونے کی بھ ایکٹنگ کرتے ہوئے ارد گرد دیکھا۔

"میں ناصر کی بات کر رہی ہوں۔" اپنے بھائی اگنور کیا جانا بھابھی کو زیادہ ہی برا لگا تھا۔

"یہ مہمان ہیں۔" فاریہ نے انگلی سے ناصر کی طرف اشارہ کیا۔

"معاف کیجیے گا بھابھی' ہر روز آنے والے کو مہمان نہیں کہتے۔" وہ بے نیازی سے بولی تو ثمو کے غصے کے مارے نتھنے پھولنا شروع ہو گئے۔

"چھوڑو ثمو' تم بھی کیا بحث لے کر بیٹھ گئی ہو۔" ناصر نے حالات دیکھ کر بہن کو ٹوکا۔

"تم بتاؤ فاریہ! کیسی ہو۔"

"آپ کے سامنے ہوں۔ اپنے پاؤں سے چل کر آئی ہوں تو ٹھیک ہی ہوں گی نا۔" کہہ کر وہ رکی نہیں اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"اس کا تو ہر وقت دماغ ساتویں آسمان پر ہوتا ہے۔ تم اس کی خوشامد کر کے مزید تاڑ کے جھاڑ پر چڑھا دیتے ہو۔" ثمو نے ناراضی سے اپنے بھائی کو دیکھا۔

"تم بھی ثمو! چھوٹی چھوٹی بات پر ٹیمپر لوز کر جاتی ہو۔" ناصر کے کہنے پر وہ بھڑک اٹھی اور اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتی اطلاعی گھنٹی کے بجنے پر ثمو منہ بناتی اٹھ گئی۔

"اتنی دیر لگا دی' کب سے انتظار کر رہی ہوں۔"

"سوری امی مارکیٹ میں دیر ہو گئی آپ کی دوا نہیں مل رہی تھی۔" وہ شاپر زبیڈ پر رکھ کر خود بھی ان کے

لیٹ گئی۔ تبھی بھابھی کی چیختی چنگھاڑتی آواز پر جہاں فاریہ نے بُرا سا منہ بنایا وہیں نصرت نے گھبرا کر دروازے کو دیکھا۔

”یہ ثمو کیوں چیخ رہی ہے۔ اس کو کیا ہوا ہے۔“ نصرت نے پریشانی سے اپنی اکلوتی لاڈلی بیٹی کو دیکھا۔

”پھر تم نے تو کچھ نہیں کر دیا۔“

”مجھے تو کبھی بھی پتا نہیں چلتا میں نے کچھ کیا ہے۔ یہ تو بھابھی آکر بتائیں گی کہ میں نے کیا کیا ہے۔“ وہ کہہ کر منتظر نظروں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

”فاریہ! ساتھ والے آئے ہیں۔ تمہاری بلی ان کے طوطے کھا گئی ہے۔“ ان کی بات سن کر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی جس پر ثمو مزید غضبناک ہو کر بولی۔

”اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے۔“

”تو اس میں رونے والی بھی کوئی بات نہیں اور آپ غصہ ایسے کر رہی ہیں جیسے طوطے ’فی فی‘ نے نہیں میں نے کھائے ہوں۔“

”بلی تو تمہاری ہے نا وہ منہ چڑھی‘ جب دیکھو کوئی نہ کوئی نقصان کر کے اندر آتی ہے۔“

”اور تم بچی نہیں ہو فاریہ کہ ہر وقت تمہارے تماشے لگے ہوں اتنا ان میچور بی ہیویر ہوتا ہے تمہارا‘ نقصان تم کرتی ہو اور برداشت ہمیں کرنا پڑتا ہے۔ ان لوگوں نے باہر سے طوطے منگوائے تھے۔ پتا ہے کتنے مہنگے تھے‘ وہ ہرجانہ بھی ہمیں بھرنا پڑے گا۔ اس دن اپنے بھائی کی گاڑی تم نے خراب کر دی وہ بھی نوید کو صحیح کروانی پڑی۔“ بھابھی کو موقع ملا تو وہ پچھلے کھاتے بھی کھول کر بیٹھ گئی تھیں۔

”آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کسی بھی چیز کی وجہ سے جہاں تک گاڑی کی بات ہے‘ خراب ہونے والی چیز تھی‘ خراب ہو گئی پھر ٹھیک بھی ہو گئی۔ بھائی کو پرابلم ہونی چاہیے تھی‘ انہیں تو نہیں ہوئی پھر آپ کو کیوں دکھ ہو رہا ہے۔“

”تم فاریہ۔“

”فاریہ! بہو ٹھیک کہہ رہی ہے‘ تم خاموش ہو جاؤ۔“ بہو کو مزید منہ کھولتا دیکھ کر نصرت کو فاریہ کو ٹوکنا پڑا‘ ماں کو غصے میں دیکھ کر فاریہ نے مزید بحث کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

”جہاں تک ان طوطوں کی بات ہے انکل خورشید سے میں خود بات کر لوں گی اگر پیسے مانگیں گے تو وہ بھی میں خود دے دوں گی‘ آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔“ وہ کہہ کر الماری سے کپڑے نکالنے لگی۔

”ناصر آیا ہوا ہے‘ تمہیں اتنی توفیق تو نہیں ہوئی سلام کر لو۔ اب کم از کم چائے بنانے کی زحمت کر لو۔“

”جاؤ فاریہ‘ چائے بنا دو۔“ اس کا انکار کرنے کا موڈ دیکھ کر پھر نصرت کو ٹوکنا پڑا تو وہ ماں کا منہ دیکھ کر رہ گئی پھر منہ بناتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

”آنٹی! آپ سمجھائیں فاریہ کو‘ بچی نہیں ہے جو ہر وقت ادھم مچائے رکھتی ہے۔“

”میں سمجھاؤں گی اسے۔“ نصرت اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتی تھیں۔

نصرت بیگم کے دو ہی بچے تھے نوید اور فاریہ‘ فاریہ نوید سے سات سال چھوٹی تھی۔ فاریہ جب بارہ سال کی تھی تو اس کے ابو کا انتقال ہو گیا۔ چھوٹی سی عمر میں بچے یتیم ہو گئے تب نوید نے ہی گھر کی اور ماں بہن کی ذمہ داری اٹھالی۔ چھوٹی ہونے کی وجہ سے وہ بھائی کی لاڈلی بھی تھی۔ نوید کی شادی ہو گئی تو نصرت کا خیال تھا نوید کی محبت میں کمی آجائے گی لیکن ایسا ہوا نہیں۔ فاریہ لاابالی تھی لیکن لاپرواہ اور بے حس نہیں تھی۔ لیکن ثمو کو نوید کی فاریہ سے محبت گوارا نہیں تھی‘ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑھا چڑھا کر نوید کے کان بھرتی تھی۔ اس کا دل چاہتا تھا نوید فاریہ کے لاڈ اٹھانا بند کر دے لیکن بھائی بہن کی محبت ہنوز قائم تھی۔ ثمو کا بھائی ناصر‘ جو ہر وقت ادھر ہی پایا جاتا تھا‘ اس کا رجحان فاریہ کی طرف تھا اور ثمو کو فاریہ اس وجہ سے بھی ناپسند تھی۔ جبکہ دوسری طرف معاملہ بالکل الٹ تھا۔ فاریہ کو نہ ثمو پسند تھی اور نہ ناصر بلکہ اسے ناصر سخت ناپسند تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ گہری نیند میں تھا جب اسے لگا کوئی زور زور سے اس کا کندھا ہلا رہا ہے۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھا اور سبطین کو دیکھ کر اس کا دل چاہا اس کا منہ توڑ دے۔

"کیا آفت نازل ہو گئی تم پر جو یوں مجھے ہلا رہے ہو۔"

"مجھے بھوک لگی ہے۔" جواباً" وہ منہ لٹکا کر بولا تو نوفل کو بیٹھے بیٹھے جھٹکا لگا۔

"میں کیا تمہیں تمہاری امی لگ رہا ہوں۔"

"میری امی اتنی خوفناک نہیں اور نہ اتنی بدلحاظ ہیں۔" سبطین نے منہ بنا کر کہا۔

"بات ایسی ہے میاں نازک! میں روز اپنا ناشتہ خود بناتا ہوں۔ اب تم آئے ہو تو اپنا ناشتہ خود بناؤ بلکہ ایسا کرو، اپنا بناؤ گے تو میرا بھی بنا دینا۔" کہہ کر وہ خود اطمینان سے لیٹ گیا۔

"اٹھ جاؤ نا یار! کچھ بنا دو، سچ بڑی بھوک لگی ہے۔" سبطین نے ایک دفعہ پھر اسے جھنجھوڑ ڈالا جواباً" اس نے زور سے ٹانگ ماری تھی۔

"سنا نہیں، خود بناؤ۔"

"میں نے کبھی چائے بھی نہیں بنائی، ناشتہ تو بڑی دور کی بات ہے۔" وہ بے بسی سے بولا۔

"میں نے ٹھیک تمہارا نام سوچا ہے مسٹر نازک، تمہارا حساب تو اس پھوہڑ لڑکی والا ہے جو منہ ٹیڑھا کر کے کہتی ہے مجھے تو انڈہ بھی ابالنا نہیں آتا۔" اتنی زنانہ مثال پر سبطین نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔

"کر لو باتیں جتنی کرنی ہیں، میرا وقت بھی آئے گا۔"

"جب آئے گا تب دیکھا جائے گا فی الحال جا کر ناشتا بناؤ اور ایک بات گھر سے باہر رہنے کا اتنا شوق تھا تو کچھ سیکھ کر نکلنا تھا۔ یہاں تمہاری امی اور بہن نہیں ہیں بیٹا جی لاڈ اٹھانے کے لیے۔ "چلو شاباش۔" آخر میں اس نے پچکارا تو سبطین نے غصے سے اس کے سر کے نیچے سے تکیہ کھینچ کر اس کے منہ پر دے مارا۔

"تم سے منہ ماری کرنے سے بہتر ہے میں کچن جا کر چیزوں سے سر پھوڑ لوں۔" وہ غصے سے کہتا ہوا کی طرف بڑھ گیا۔ فریج سے بریڈ نکال کر اس نے جلا کر توا اوپر رکھا اور اس پر آئل ڈالا۔ بریڈ اوپر ڈا ہوئے اس کا ہاتھ گرم توے کے کنارے کو چھ جواباً" اس نے زوردار چیخ ماری۔

اس کے چیخنے پر جہاں نوفل چھلانگ مار کر بیڈ اٹھا تھا، وہیں انیکسی کے کچن سے منسلک شرمین کا تھا۔ چیخ کی آواز پر ساس پین اس کے ہاتھ سے چھو کر نیچے گرا تھا۔ اس نے گھبرا کر دیوار کے پار یوں د جیسے سب نظر آ ہی جائے گا۔ دوسری طرف مردانہ آواز میں دہائیاں جاری تھیں۔

"ایک کام کہا تھا تم سے پھوہڑ آدمی! وہ بھی تم نہیں ہوا۔"

"تمہیں کھانے کی پڑی ہے ذلیل آدمی، میرا ہا جل گیا ہے۔" سبطین نے اپنا ہاتھ جھٹکتے ہوئے غصے سے نوفل کو دیکھا۔

"تو دھیان سے کام کرنا تھا نا۔" نوفل نے منہ بناتے ہوئے اس کا ہاتھ دیکھا جو اچھا خاصا سرخ ہو رہا تھا۔

"رکو ٹوتھ پیسٹ لاتا ہوں۔ برنال تو اس وقت گھر میں نہیں ہو گی۔" کہہ کر وہ تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھا جبکہ سبطین نے بڑی خود ترسی سے اپنی سرخ ہتھیلی کو دیکھا۔

"کیا گرا ہے۔ بٹیا۔" برتن گرنے کی آواز سن کر خاور صاحب کچن میں آئے تھے۔

"کچھ نہیں ابو، ساس پین گر گیا تھا۔" وہ چائے کا پانی رکھتے ہوئے بولی۔

"ابو ساتھ والے کچن سے آدمیوں کے بولنے کی آواز آ رہی ہے۔" اس نے چینی ڈال کر انہیں دیکھا۔

"ہاں میں تمہیں بتانا بھول گیا نوفل کے ساتھ اس کا کزن بھی رہے گا۔"

"ابو!!" وہ حیران ہوئی۔ "آپ نے اجازت دے

دی۔“

”تو بیٹا اور کیا کرتا۔“ وہ لاچاری سے بولے۔

”ایسی بھی کوئی مجبوری نہیں تھی۔ یہ تو انہیں خود سوچنا چاہیے تھا کہ انہیں جگہ دی ہے اسی پر اکتفا کرتے نہ کہ کزن کو بھی بلا لیا۔“

”چھوڑو بیٹا، میں ملا ہوں نوفل کے کزن سے، شریف لڑکا لگتا ہے۔“

”ابو جی! کسی کے چہرے پر نہیں لکھا ہوتا۔“ وہ ناراضی سے بولی اور مڑ کر پتی ڈالنے لگی۔ خاور صاحب نے بغور اس کا روٹھا انداز دیکھا۔

”تم ناراض نہ ہو میری گڑیا! کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ میں نے سوچ سمجھ کر اجازت دی ہے۔“ خاور صاحب کے کہنے پر وہ خاموشی سے اپنا کام کرتی رہی تو وہ مسکرا کر باہر نکل گئے۔

نوفل جب ٹوتھ پیسٹ لے کر آیا، سبطین دیوار سے کان لگائے باتیں سن رہا تھا۔ کان نہ بھی لگاتا تو بھی آواز کھڑکی اور دروازے کے راستے صاف آرہی تھی۔ خاور صاحب کی بیٹی یقیناً ”ان کے بارے میں رائے زنی کررہی تھی نوفل نے غصے سے سبطین کو دیکھا۔

”سنا تم نے کیا فرمارہی ہیں محترمہ۔“

”شش۔“ سبطین اپنا رد نظر انداز کرتا ہوا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کچن سے باہر لے آیا۔

”تم کیوں اتنا غصہ کررہے ہو۔“

”غصہ کرنے والی بات نہیں ہے کیا؟ ہم کیا لفنگے آوارہ غنڈے ہیں جو ان کے گھر میں رہنے سے ان کے گھر کا امن وسکون برباد ہو جائے گا۔“ غصے میں نوفل نے ______ پیسٹ سبطین کے ہاتھ پر ڈال دی تھی۔

”یار اس لڑکی نے اتنا برا بھی نہیں کہا۔ احتیاط اچھی ہوتی ہے۔“ سبطین نے نوفل کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا۔

”احتیاط اچھی چیز ہے مجھے بھی پتا ہے لیکن جانے بغیر وہ اعتراض کیسے کرسکتی ہے۔ مجھے تو پہلے ہی اس لڑکی کا انداز پسند نہیں آیا۔ پہلے مجھے مغرور لگی تھی لیکن مغرور ہونے کے ساتھ بدتمیز بھی ہے۔“ نوفل نے اپنی رائے بیان کی تو سبطین نے گہرا سانس لیا۔

”چھوڑ نا یار، زیادہ اعتراض اس نے مجھ پر کیا ہے مجھے تو برا نہیں لگا تمہیں کیوں لگ رہا ہے۔“

”مجھے اس لیے برا لگ رہا ہے کہ ایک لڑکی مجھے پسند ہی نہیں اور آنے سے پہلے ابو مجھ سے کہہ رہے تھے کہ انہوں نے اس لڑکی کو میرے لیے پسند کیا ہے میں اسے دیکھ لوں۔“

”واقعی؟“ سبطین اچھل کر بولا۔

”تمہیں بڑی خوشی ہو رہی ہے۔“ نوفل نے ناگواری سے اس کو دیکھا۔

”یار! خوشی کی ہی تو بات ہے۔ اگر انکل آنٹی نے اس لڑکی کو تمہارے لیے پسند کیا ہے تو یقیناً ”اس میں کوئی بات ہوگی۔“

”میں نے تمہیں بتایا نا مجھے وہ پسند نہیں۔“

”دیکھے بغیر تم کیسے فیصلہ کرسکتے ہو۔“ سبطین نے ابرو اچکا کر پوچھا۔ نوفل کی خاموشی پر اس نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

”کہیں تم کسی اور کو تو پسند نہیں کرتے۔“ نوفل نے چونک کر سبطین کو دیکھا جو اسے گھور رہا تھا۔

”پسند تو نہیں کہہ سکتے لیکن سائرہ مجھے اچھی لگتی ہے، بولڈ ہے، ماڈرن ہے، پردے کی بو بو نہیں، شرمانے کی ایکٹنگ بھی نہیں کرتی۔“ سبطین نے افسوس سے سر ہلایا۔

”تمہیں یہ اس کی خوبیاں لگتی ہیں۔“

”مجھے اس کی یہ عادتیں پسند ہیں۔“ نوفل نے اسے دیکھ کر کہا۔

”عورت کی حیا اس کی خوب صورتی ہوتی ہے۔ بظاہر سائرہ کی جو باتیں تمہیں خوبیاں لگ رہی ہیں، بیوی بننے کے بعد وہ تمہیں خرابیاں لگنے لگیں گی۔ ہم مشرقی مرد ہیں، ماں، بہن بیوی کے لیے ہمارے معیار کچھ اور ہوتے ہیں۔ سائرہ کی صرف تم سے ہی دوستی نہیں، تم جیسے اس کے اور بھی دوست ہیں۔ کیا تم یہ برداشت کرلوگے۔“

”وہ صرف اس کے دوست ہیں، شادی سے پہلے

میں اس کو کلیئر کردوں گا اور مجھے یقین ہے وہ میری خاطر خود کو بدل لے گی۔" سبطین بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔

☼ ☼ ☼

وہ نہا کر باہر آیا تو نوفل کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا۔

"یہ تم اتنا بن ٹھن کر کہاں جا رہے ہو۔" سبطین نے دونوں ابرو اچکا کر پوچھا جو خود پر بے دریغ پرفیوم کا استعمال کر رہا تھا۔

"آج میری ایڈ شوٹ ہے۔"

"واقعی۔" سبطین حیران ہوا۔

"پر انکل سے تو تم نے کہا تھا تم ماڈلنگ نہیں کرو گے۔"

"ماڈلنگ کا کہا تھا ایکٹنگ کا نہیں۔" وہ ایک آنکھ دبا کر بولا۔

"خبیث۔" سبطین زیر لب مسکراتے ہوئے بولا۔

"تم چلو گے۔" نوفل نے اسے آفر کی۔

"ایڈ کس چیز کا ہے۔"

"بے بی ڈائپر کا۔"

"کیا؟" شرٹ کی طرف بڑھتا سبطین کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

"تم بے بی ڈائپر کا ایڈ کر رہے ہو۔" سبطین کا کھلا منہ دیکھ کر نوفل نے قہقہہ لگایا تھا۔

"تمہاری ہونق شکل دیکھنے کے لیے ایسا کہا ہے۔ منہ بند کرلو، مکھی چلی جائے گی۔" کہہ کر وہ بالوں میں برش کرنے لگا۔

"تو سچ پھوٹو منہ سے، کس چیز کا ایڈ کر رہے ہو۔"

"چائے کا ایڈ ہے اب جلدی سے تیار ہو جاؤ گیارہ بجے وہاں پہنچنا ہے۔"

انہیں پندرہ منٹ ہو گئے تھے ٹیکسی کا انتظار کرتے ہوئے اور اب تو دونوں کوفت کا شکار ہو گئے تھے۔

"روز کی خواری سے میں تنگ آ گیا ہوں۔" نوفل نے بے ساختہ انداز میں ٹشو کو اپنے چہرے پر پھیر کر نادیدہ گرد کو صاف کیا۔

"ٹیکسی آ رہی ہے۔" سبطین نے کہہ کر اور نوفل نے دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔

دوسرے ٹیک میں شارٹ مکمل ہو گیا تھا۔ نوفل اپنی کامیابی پر بڑا خوش تھا۔ سبطین اسے خوش دیکھ کر خوش ہو رہا تھا لیکن ساتھ ہی اسے حقیت سے آگاہ کرنا ضروری تھا۔

"یہ جو تم اتنا خوش ہو رہے ہو، سوچا ہے، ایڈ تو تم نے چھپ کے کیا ہے لیکن جب ٹی وی پر آئے گا تو پوری دنیا دیکھے گی اور اس دنیا میں تمہارے امی ابو بھی ہیں، ان کو کیا جواب دو گے۔" ایک پل کے لیے نوفل کی مسکراہٹ سکڑ گئی تھی۔ اپنی خوشی میں وہ یہ بات بھول گیا تھا۔

"چھوڑو یار! ابھی میں یہ بات سوچ کر اپنی خوشی خراب نہیں کرنا چاہتا۔"

"مسٹر نوفل! کانگریچولیشن، بہت اچھا شوٹ کروایا آپ نے۔" ان دونوں کے پاس کھڑی لڑکی نے کہا تو وہ دونوں مڑ کر اسے دیکھنے لگے۔

"تھینکس۔" نوفل نے مسکرا کر اس کا شکریہ ادا کیا۔

"میں نوشین خان ہوں۔"

"جی میں آپ کو جانتا ہوں۔ آج کل آپ کا ڈرامہ آن ایئر آ رہا ہے۔"

"جی ٹھیک پہچانا، پچھلے سیٹ پر میرے ڈرامے کی شوٹ ہے۔ ادھر سے گزر رہی تھی، آپ کی شوٹ دیکھی، اچھی لگی۔ سوچا آپ کو مبارک باد دے دوں۔ ہماری انڈسٹری کو آپ جیسے ٹیلینٹڈ اور ہینڈسم لوگوں کی ضرورت ہے۔" نوفل نے جتاتی نظروں سے سبطین کو دیکھا جو بمشکل ہنسی کنٹرول کر کے کھڑا تھا۔

"تھینک یو فار یور کمپلیمنٹ۔" نوفل عاجزی سے بولا۔

"اگر آپ ڈرامے میں ایکٹنگ کے خواہش مند ہیں تو بتائیے گا۔ ہمارے اگلے پلے میں ہمیں نئے فیس

کی ضرورت ہے۔ اگر آپ انٹرسٹڈ ہیں تو میں ڈائریکٹر صاحب سے بات کر سکتی ہوں۔ مجھے امید ہے ان کو آپ کا کام پسند آئے گا۔"

نوفل کی باچھیں کھل گئی تھیں۔ "ضرور۔"

"تو پھر اپنا نمبر دے دیں۔ بات بنتے ہی میں آپ کو کال کر دوں گی' میرا نمبر بھی رکھ لیں۔" نوفل اپنا نمبر لکھوا رہا تھا اور سبطین ارد گرد پھیلے گلابی چہروں کو دیکھ رہا تھا۔

نوفل کا ایڈ ٹی وی پر چل گیا تھا اور اس کو اتنا پسند کیا گیا تھا کہ اسے ایڈز کے علاوہ ڈراموں کی آفر بھی آنے لگی تھیں۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا لیکن اس کی خوشی کو بریک تب لگی جب ابو کا فون آیا۔ فون پر گالیوں کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ زیادہ ہی طویل ہو گیا تھا۔

"تمہیں کہا بھی تھا چھوڑ دو یہ فضول شوق لیکن نہیں' ہم ہی پاگل ہیں جو تم پر بھروسا کر کے تمہیں لاہور بھیجا اور تم جاب کرنے کے بجائے یہ بھانڈوں والے کام کر رہے ہو۔"

"ابو جی' میں جاب کر تو رہا ہوں۔ یہ تو میں نے شوقیہ ایڈ کیا ہے۔"

"مجھے تمہارا یہ شوق ہی نہیں پسند۔" اب کی بار نوفل خاموش رہا تھا۔

"بہر حال جو تم نے کرنا تھا وہ کر لیا' اب مجھے یہ بتاؤ' خاور کی بیٹی سے ملے ہو۔" نوفل نے بے ساختہ گہرا سانس لیا۔

"نہیں ابو' میری ملاقات نہیں ہوئی۔" پہلے اس نے سوچا کہ انہیں بتا دے کہ اسے وہ لڑکی پسند نہیں لیکن ان کے خراب موڈ کا سوچ کر چپ رہ گیا۔

"چلو کوئی بات نہیں میں اور تمہاری ماں اگلے ہفتے لاہور آ رہے ہیں۔ ہم کو بھی بچی سے ملنا ہے۔ تم بھی ہمارے ساتھ جا کر دیکھ لینا۔" وہ پہلے سے سب طے کیے بیٹھے تھے' نوفل نے بے ساختہ پہلو بدلا۔

"ابو جب آپ لاہور آئیں تو میری کار میں آئیں' یہاں کنوینس کی بہت پرابلم ہے۔"

"ٹھیک ہے لے آؤں گا اور تم بھی اب یہ فضول شوق چھوڑ دو۔"

"جی ابو۔" وہ جان چھڑانے والے انداز میں جلد سے بولا اور فون بند کر دیا۔

☼ ☼ ☼

"کہاں جا رہی ہو۔" وہ باہر کے دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی جب ثمو کی آواز سن کر رک گئی۔

"شرمین کی طرف جا رہی ہوں۔" اس نے رک کر بڑے تحمل سے جواب دیا۔

"کبھی سکون سے گھر میں بھی بیٹھ جایا کرو۔" ثمو کے طنزیہ انداز پر اس نے اسی تحمل سے جواب دیا۔

"آپ کو کوئی کام ہے مجھ سے۔"

"ضروری ہے کوئی کام ہی ہو۔" اس سے پہلے ثمو کوئی مزید بات کرتی نوید لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔

"کیا بات ہے' کیوں اتنا شور کر رہی ہو۔"

"میری آواز تو آپ کو ہمیشہ شور ہی لگتی ہے۔" ثمو نے برا مان کر اپنے شوہر کو دیکھا تو وہ مسکراتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"میں فاریہ کو کہہ رہی تھی' کبھی سکون سے گھر بھی بیٹھ جایا کرے۔ جب دیکھو باہر پھرتی رہتی ہے۔"

"کیوں فاریہ' کہاں جا رہی ہو۔" نوید نے اب براہ راست اس سے پوچھا تو وہ چلتی ہوئی نوید کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔

"کافی عرصہ ہو گیا ہے' میں شرمین کی طرف نہیں گئی۔ کل اس کا فون بھی آیا تھا تو اس سے ہی ملنے جا رہی تھی۔ یہ پاس ہی اس کا گھر ہے' ابھی تھوڑی دیر میں واپس آ جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ۔" اس نے پیار سے اس کا سر تھپتھپایا تو وہ مسکرا کر کھڑی ہو گئی۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ بجائے اس کے اس کو منع کرتے' خود اسے اجازت دے دی جانے کی۔"

نوید نے سنجیدگی سے ثمو کو دیکھا۔ "وہ بچی نہیں ہے کہ اس کے آنے جانے پر یا ہر بات پر پابندی لگائی جائے۔ سمجھ دار ہے۔ دوسرا وہ جاتی کہاں ہے' ایک ہی

اس کی دوست ہے اور شرمین کو میں بچپن سے جانتا ہوں' بچپن سے آنا جانا ہے دونوں کا اور شرمین کے گھر میں ہے کون جس کی وجہ سے میں اس پر پابندی لگاؤں۔" نوید نے سوالیہ انداز اختیار کیا۔

"کیا آپ کو پتا نہیں شرمین کے ابو نے دو لڑکے گھر میں کرائے دار رکھ لیے ہیں۔"

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ فاریہ' شرمین سے ملنے گئی ہے ان لڑکوں سے نہیں۔" اب کے نوید نے برا مان کر کہا۔

"میں تو آپ لوگوں کی بھلائی کی بات کروں تو بھی آپ کو بُری لگتی ہے' پڑھائی سے فارغ ہوئی تو آپ اسے جاب کرنے نہیں دیتے۔ اس کی شادی کی بات کروں تو بھی آپ کو بری لگتی ہے' کیا آپ کو اس کی شادی نہیں کرنی۔"

"کیوں نہیں کرنی پر کوئی ڈھنگ کا رشتہ بھی ملے نا۔ کیوں' تمہاری نظر میں ہے کوئی رشتہ۔"

"ہے تو سہی پر پتا نہیں آپ کو پسند بھی آتا ہے یا نہیں۔"

"کون ہے۔" نوید نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"ناصر میرا بھائی۔"

"لاحول ولا قوۃ۔" نوید بے ساختہ بولا۔

"اس بات سے کیا مطلب ہے آپ کا۔" شمو کو برا لگا تھا۔

"کیا کمی ہے میرے بھائی میں۔" وہ ہاتھ نچا کر بولی۔

"کیا خوبی ہے تمہارے بھائی میں۔" جواباً نوید نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"یہ خوبی کیا کم ہے کہ وہ میرا بھائی ہے۔ آپ سب کا دیکھا بھالا ہے۔ دوسرا وہ فاریہ کو پسند کرتا ہے اور سچ پوچھیں تو آپ کی بہن کی جو عادتیں ہیں' کوئی سمجھ دار آدمی تو اس سے شادی نہیں کر سکتا اور اگر مجھے اختیار کا موقع دیا جاتا تو فاریہ کبھی بھی میری چوائس نہیں ہوتی۔ یہ تو ناصر ہے جو بار بار کہتا ہے تو میں نے آپ سے بات کر لی۔"

"تمہارا یہ احسان میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔" نوید کہتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

"کہاں جا رہے ہیں' مجھے جواب تو دے کر جائیں۔"

"جواب ہی سمجھو میری طرف سے۔" باہر نکلتے ہوئے نوید نے ہانک لگائی۔

"دونوں بہن بھائی ایک جیسے ہیں' عقل سے پیدل۔" پیچھے سے شمو کڑھ کر بڑبڑانے لگی۔

"تمہیں کہاں سے میری یاد آ گئی۔" فاریہ سے گلے ملتے ہوئے شرمین نے بے ساختہ گلہ کیا تھا۔

"مجھے تو پھر بھی یاد آ گئی' تمہیں تو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ مجھ سے ملنے ہی آ جاؤ۔ یہ تین گھر چھوڑ کر ہمارا گھر ہے۔"

"کیسے آتی یار! تمہیں پتا ہے میں باہر کم ہی جاتی ہوں پھر پچھلے دنوں ابو کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی تو بالکل بھی ٹائم نہیں ملا۔"

"اچھا' مجھے بتا دیتیں میں تمہاری ہیلپ کے لیے آ جاتی۔"

"بس یار دھیان ہی نہیں رہا۔ تم سناؤ آج کل کیا ہو رہا ہے۔"

"کچھ خاص نہیں' گھر پر ہی ہوتی ہوں۔ کوکنگ کر لی' ٹی وی دیکھ لیا۔ بھابھی کی باتیں سن لیں اور فی فی کے ساتھ پارک میں واک کر لی۔"

"ارے' فی فی بھی آئی ہے۔" شرمین نے مسکرا کر باہر گھومتی بلی کو دیکھا۔

"انکل اب ٹھیک ہیں۔"

"ہاں اب تو بہتر ہیں۔"

"کہاں ہیں۔" فاریہ نے متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔

"آج کل انیکسی میں ابو کے دوست کا بیٹا اور اس کا کزن رہ رہے ہیں' ابو ان سے ملنے گئے ہیں۔"

"ہوں۔" فاریہ نے ہنکارا بھرا۔

"کچھ کھاؤ گی۔" شرمین نے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں کیا بنایا ہے۔"

"کریلے گوشت۔"

"چلو کچن میں چلتے ہیں۔" وہ اس کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔

"یار میں یہاں جاب کرنے آیا تھا صفائی کرنے یا کھانا پکانے نہیں۔" سبطین نے جھاڑو دیتے ہوئے دہائی دی۔

"تمہیں شوق چڑھا ہوا تھا میرے ساتھ رہنے کا اب بھگتو۔" نوفل نے اپنی شرٹ استری کرتے ہوئے جواب دیا۔

"یار! ہم کوئی کام والی بھی تو رکھ سکتے ہیں؟" سبطین چہک کر بولا۔

"رکھ تو سکتے ہیں لیکن ملے گی کہاں۔" نوفل نے بھی اس کی خیال سے اتفاق کیا۔

"یار انکل سے بات کرتے ہیں۔ یقیناً ان کے گھر کوئی کام والی آتی ہوگی۔"

"پتا نہیں، لیکن ضرورت کیا ہے، صبح ہم جاب پر چلے جاتے ہیں شام کو آتے ہیں۔"

"پتا ہے مجھے لیکن صفائی بھی تو کرنی پڑتی ہے۔ باہر کا کھانا کھانا پڑتا ہے، برتن دھونے پڑتے ہیں۔" سبطین زیادہ ہی اکتایا ہوا تھا۔ تب ہی باہر کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"دیکھو کون ہے۔" نوفل کے کہنے پر سبطین نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تمہارے پاؤں میں کیا مہندی لگی ہے، خود جاکر دیکھ لو۔ دیکھ نہیں رہے میں بزی ہوں۔" اس نے جھاڑو ہوا میں لہرا کر کہا تو نوفل مسکراتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر خاور انکل کھڑے تھے۔

"السلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ۔"

"میں تو ٹھیک ہوں بیٹا تم لوگ سناؤ۔"

"ہم بھی ٹھیک ہیں انکل۔" وہ ان کے ساتھ چلتا ہوا اندر آگیا۔ سبطین نے جلدی سے جھاڑو ایک طرف پھینکی۔

"السلام علیکم انکل۔"

"وعلیکم السلام۔" وہ مسکرا کر بولے۔ وہ اس کا جھاڑو پھینکنا دیکھ چکے تھے۔

"بیٹھیں انکل۔" سبطین شرمندگی مٹانے لیے جلدی جلدی بولا۔

"ابھی ہم آپ کو ہی یاد کررہے تھے۔"

"خیریت تھی۔" وہ کچھ حیران ہوکر پوچھنے لگے۔

"جی خیریت تھی۔ انکل کوئی کام کرنے والا مل سکتا ہے ہمیں صفائی کے لیے، کھانا پکانے کے لیے برتن دھونے کے لیے کوئی کام والی چاہیے۔"

"اچھا۔" وہ سوچ میں پڑ گئے۔

"ہمارے گھر کام کرنے والی ایک لڑکی آتی ہے اس سے بات کرکے دیکھتا ہوں اور شاید ٹھیک ہے۔"

"جی، ابو سے کل میری بات ہوئی تھی۔ وہ اگلے ہفتے لاہور چکر لگائیں گے۔" خاور صاحب سن کر خوش ہوگئے۔

"چلو پھر میں چلتا ہوں۔"

"ابھی تو آئے ہیں۔ انکل تھوڑی دیر تو بیٹھیں۔" سبطین نے حق میزبانی نبھایا۔

"وہ کام والی آئی ہوگی۔ میں ابھی اس سے بات کر کے تم لوگوں کو بتاتا ہوں۔" سبطین نے خوشی سے نوفل کی طرف دیکھا جو خاور صاحب کو چھوڑنے دروازے کی طرف جارہا تھا۔

"ارے فاریہ بیٹی آئی ہے۔"

"جی انکل، کیسی طبیعت ہے آپ کی۔" وہ انہیں دیکھ کر کھڑی ہوگئی۔

"اب تو ٹھیک ہوں۔ بیٹا تم بتاؤ اتنے دن بعد چکر کیوں لگایا۔"

"بس انکل غلطی ہوگئی۔ اب جلدی چکر لگاؤں گی۔" وہ ہنس کر بولی تو خاور صاحب مسکرا کر شرمین کو دیکھنے لگے جو ان دونوں کو دیکھ اور سن کر مسکرا رہی تھی۔

"کنیز آئی ہے۔" انہوں نے کام والی کا پوچھا۔ تب ہی گیٹ بجا کر کنیز اندر داخل ہوئی۔

"بڑی عمر ہے بھئی کنیز تمہاری، ابھی میں تمہارا ہی پوچھ رہا تھا۔"

"خیر تھی انکل جی۔" کنیز چادر صحیح کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں مجھے پوچھنا تھا کہ انیکسی میں ہمارے دو مہمان ٹھہرے ہیں ان کو صفائی کے لیے اور کھانا پکانے کے لیے کسی ہیلپر کی ضرورت ہے تو کیا تم ان کا کام کردو گی۔"

"پیسے کتنے دیں گے؟" وہ مطلب کی بات پر آئی۔

"ان سے تو میں نے پوچھا نہیں لیکن تم بتادو' کتنا لو گی۔"

"میں۔" وہ سوچنے کے انداز میں بولی۔

"چار ہزار لوں گی اور اس سے ایک پیسہ بھی کم نہیں کروں گی۔ صاف بتارہی ہوں۔"

"تو ایسا کرو تم خود ان سے بات کرلو' وہ دونوں گھر پر ہی ہیں۔"

"چلیں کرلیتے ہیں بات بھی۔" وہ فوراً" ہی باہر جانے کو تیار ہوئی۔

"کافی دیر ہوگئی ہے' اب میں چلتی ہوں۔" کنیز کے جاتے ہی فاریہ بھی کھڑی ہوگئی۔

"ارے بیٹھو نا' ابھی تو آئی ہو۔"

"تین گھنٹے ہونے والے ہیں آئے ہوئے' پہلے ہی بھابھی اتنی باتیں کرتی ہیں کہ میں زیادہ تر پھرتی رہتی ہوں۔ مزید بیٹھی نا تو انہیں اور موقع مل جائے گا۔"

اس نے جھک کر فی کو اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ لیکن گیٹ کے پاس جاکر اس کے قدم رک گئے۔ وہ غور سے انیکسی کے دروازے میں کھڑے لڑکے کو دیکھ رہی تھی اور پھر جب یقین آگیا تو الٹے قدم اندر کی طرف بڑھی۔

"کیا ہوا خیریت اتنی حواس باختہ کیوں ہو۔" شرمین نے اسے دوبارہ آتا دیکھ کر پوچھا۔

"تمہاری انیکسی میں جو لڑکے ٹھہرے ہیں' تم نے ان کو دیکھا ہے۔" شرمین نے حیران ہوکر سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں میں نے نہیں دیکھا لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو۔"

"میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا ہے۔ وہ ٹی وی میں کام کرتا ہے۔ ماڈلنگ کرتا ہے۔"

"لیکن وہ دونوں تو جاب کرتے ہیں۔" شرمین نے تعجب کا اظہار کیا۔

"لیکن میں نے جس کو دیکھا' وہ وہی ہے۔ چائے کا جو نیا اشتہار آیا ہے اس میں وہ آرہا ہے اور پچھلے دنوں جو ویک پروانی کا شو تھا اس میں بھی اس نے ایزا اے ماڈل پرفارم کیا تھا۔ میں نے خود دیکھا تھا" فاریہ یقین دلانے والے انداز میں بولی۔

"اچھا۔" شرمین نے پرسوچ انداز میں سرہلایا۔

"کیا ہوا تمہیں حیرت یا خوشی کچھ نہیں ہوا۔"

"اس میں خوشی والی کون سی بات ہے۔" شرمین نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"خوشی کی بات تو ہے ایک سلیبرٹی ہمارا جاننے والا نکل آیا ہے۔ لیکن تمہارے افسوس کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"افسوس تو نہیں ہے بس مجھے یہ کام پسند نہیں۔"

"تمہیں کون کہہ رہا ہے کہ تم ماڈلنگ کرو۔ جسے پسند ہے وہ تو کررہا ہے نا۔"

"یہی تو افسوس ہے کہ اسے کیوں پسند ہے۔" وہ دھیرے سے بولی لیکن فاریہ کے کان کھڑے ہوگئے۔

"اس بات سے تمہارا کیا مطلب ہے۔"

"کچھ نہیں۔" شرمین نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

"اتنی جلدی تمہاری جان نہیں چھوٹنی میں نے' سچ بتاؤ کیا بات ہے۔" شرمین نے بے بسی سے اپنی اکلوتی ضدی سہیلی کو دیکھا۔

"وہ ابو کے دوست کا بیٹا ہے اور کچھ سال پہلے انہوں نے ابو سے میرا رشتہ مانگا تھا اور اب یہ موصوف شاید اسی سلسلے میں آئے ہیں۔"

"واقعی۔" فاریہ خوش ہوکر بولی۔

"ویسے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ نہ ہو اس کا دوست ماڈلنگ کرتا ــــ تم اشتہار دیکھ لو۔ چائے کا جس میں

تمہارا ہیرو خود چائے بنا رہا ہے' وہ بھی مزے کی۔"

"تمہیں کیسے پتا مزے کی تھی۔"

"ایڈ کے اینڈ پر وہ خود کہتا ہے مزے کی ہے۔ انکل سے پوچھ لینا' انہوں نے تو دیکھا ہوا ہے اسے۔" فاریہ کے مشورے پر اس نے منہ بنایا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں اسے دیکھنے کا۔" کہہ کر وہ برتن اٹھانے لگی تو فاریہ بھی کھڑی ہو گئی۔

"چلو چلتی ہوں' پھر آؤں گی۔ تم بھی ذرا اسے دیکھ لو ویسے کافی ہینڈسم ہے۔"

"نکلو اب تم۔" شرمین مصنوعی غصے سے بولی تو وہ ہنستی ہوئی باہر نکل گئی۔

شام کو خاور صاحب آئے تو شرمین ٹی وی لگا کر بیٹھی تھی۔ ابھی تک اس کی نظر سے چائے کا اشتہار نہیں گزرا تھا۔

"چائے لاؤں آپ کے لیے؟"

"لے آؤ۔"

وہ چائے لے کر آئی تو خاور صاحب بڑے غور سے ٹی وی دیکھ رہے تھے۔

"ابو' چائے۔"

"میں نے ابھی ٹی وی پہ نوفل کو دیکھا ہے۔" فاریہ کے شک کی تصدیق ہو گئی تھی۔ وہ نوفل ہی تھا۔

"یہ دیکھو یہ نوفل ہے۔" ان کے کہنے پر فاریہ نے تیزی سے اسکرین کی طرف دیکھا جہاں خوش شکل لڑکا چائے بنا رہا تھا۔

"لیکن یہ تو بینک میں جاب کرتا ہے پھر یہ۔" خاور صاحب کچھ کشمکش کا شکار نظر آرہے تھے۔

"پوچھوں گا نوفل سے۔" وہ کچھ سوچ کر بولے۔

"کیا ضرورت ہے ابو' پوچھنے سے کیا ہو گا۔ جو ہے وہ نظر آتو رہا ہے۔" اس نے ایک نظر اسکرین کی طرف دیکھا جہاں وہ پھر نظر آرہا تھا۔

"اگلے ہفتے شاہد اور اس کی بیگم آرہے ہیں۔ امید ہے اچھا ہی ہو گا۔ میں شاہد سے بات کروں گا۔ مجھے نوفل کا یہ کام پسند نہیں' مجھے امید ہے جب نوفل کو پتا چلے گا تو وہ چھوڑ دے گا۔" انہوں نے پتا نہیں تسلی دی تھی یا اسے۔

"تم تیاری کر لینا۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا میں بازار سے لے آؤں گا۔"

"جی ابو۔" وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

✡ ✡ ✡

"تم لوگ ایسا کھانا کھاتے ہو۔" ثریا نے افسو اور حیرت کے ملے جلے تاثر کے ساتھ میز پر ر ڈونگے کو دیکھا۔

"بس [illegible] لیں۔ صبر و شکر کر کے جو مل جا ہے کھا لیتے ہیں۔" سبطین نے بے چارگی سے جوا دیا۔

"اتنا برا بھی نہیں ہے۔" شاہد صاحب نے لمبے شوربے کے ساتھ چکن کی ایک بوٹی پلیٹ میں ڈالی۔

"شکر کرو اتنا بھی مل رہا ہے۔" نوفل نے گھور کر [illegible] کو دیکھا۔

[illegible] ہے کتنی مشکل سے کینز بی راضی ہوئی ہیں اگر انہیں پتا چلا کہ تم نے ان کی شان میں گستاخی کی ہے تو یہ لمبا شوربہ بھی نہیں ملے گا۔" نوفل نے اسے ڈرایا۔

"تو کوئی بات نہیں' آنٹی زندہ باد۔" اس نے ثریا کو دیکھ کر کہا۔

"امی ایک دو دنوں کے لیے یہاں آئی ہیں۔ بعد میں کینز صاحبہ ہی زندہ باد ہونے والی ہیں۔" سبطین نے برا سا منہ بنایا۔

"میں سوچ رہا ہوں خاور سے بھی مل آؤں۔" کھانا کھانے کے بعد شاہد صاحب نے نوفل سے کہا تو وہ سر ہلا کر ٹی وی دیکھنے لگا۔

"اس کا شکریہ بھی ادا کر دوں کہ اس نے اتنی مہربانی کی' اپنے گھر میں جگہ دی اور پھر ہر سہولت بھی۔" ان کا اشارہ ٹی وی فریج اور صاف ستھرے گھر کی طرف تھا۔ "اور اس کی بیٹی سے بھی مل آئیں گے۔ تم ملے

ہویا نہیں" نوفل نے ایک نظر سبطین کو دیکھ کر دوبارہ باپ کو دیکھا۔

"ابو جی، مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔"

"ہاں کہو۔" وہ سنجیدگی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگے۔

"خاور انکل آپ کے دوست ہیں، آپ ضرور ملیں ان کا شکریہ بھی ادا کریں لیکن ان کی بیٹی سے متعلق کوئی بات نہ کیجیے گا۔"

"کیوں۔"

"کیونکہ ابو مجھے وہ لڑکی پسند نہیں۔" شاہد صاحب کچھ دیر خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتے رہے۔

"ابھی تو تم کہہ رہے تھے تم اس سے ملے نہیں پھر وہ تمہیں ناپسند کیسے ہوگئی۔"

"شادی کے لیے میرے ذہن میں جیسی لڑکی کا تصور ہے وہ ویسی نہیں۔"

"میرا سوال ابھی بھی اپنی جگہ پر ہے۔ جب تم اس سے ملے نہیں، دیکھا نہیں تو تم کیسے کہہ سکتے ہو وہ تمہارے آئیڈیل جیسی نہیں اور ویسے بھی میرے نزدیک یہ آئیڈیل ـــــ نری حماقت ہے۔"

"لیکن ابو جی وہ مجھے پسند نہیں۔" وہ آخر میں جیسے چڑ کر بولا۔

"تو برخوردار جو پسند ہے اس کا بتا دو۔" شاہد صاحب کے طنزیہ انداز پر اس نے سٹپٹا کر ماں کو اور پھر سبطین کو دیکھا جو ہنسی چھپانے کے چکر میں دہرا ہو رہا تھا۔

"ایسی بات نہیں ابو۔"

"ایسی بات نہ ہوتی تو تم دیکھے بغیر منع نہ کرتے۔"

"آپ بھی کیا بحث لے بیٹھے ہیں۔ جب وہ کہہ رہا ہے اسے نہیں پسند تو رہنے دیں۔ زندگی اسے گزارنی ہے اسی کی پسند کی لڑکی ہونی چاہیے۔"

"مرضی ہے تم لوگوں کی۔" شاہد صاحب ناراضی سے کھڑے ہو گئے۔ "میں خاور کی طرف جا رہا ہوں۔ تمہیں چلنا ہے یا نہیں۔" انہوں نے اپنی بیوی سے پوچھا تو وہ جلدی سے کھڑی ہو گئیں۔

"میں روزانہ پوچھتا تھا نوفل سے تمہارے بارے میں۔" خاور صاحب کے کہنے پر شاہد صاحب مسکرا کر بولے۔

"ہاں نوفل مجھے بتاتا تھا اسی لیے سیدھا تمہارے پاس آیا ہوں ایک تو تم سے ملنا تھا دوسرا تمہارا شکریہ کرنا تھا۔ تم نے بچوں کو رہنے کی جگہ دی۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو شاہد! جیسے تمہارا بیٹا ویسے ہی میرا بیٹا ہے اور بھابھی آپ سنائیں کیسی ہیں۔" وہ بات بدل کر ثریا سے بات کرنے لگے تبھی ٹرالی لے کر شرمین اندر داخل ہوئی۔

"یہ شرمین ہے۔" خاور صاحب کے تعارف کروانے پر دونوں میاں بیوی اسے دیکھنے لگے۔

"اور بیٹا کیسی ہو۔" سب سے پہلے شاہد صاحب نے اٹھ کر اسے پیار کیا۔

"ماشاءاللہ خاور! تمہاری بیٹی تو بہت پیاری ہے۔ چھوٹی سی تھی جب اسے دیکھا تھا۔ اب تو ماشاءاللہ بڑی ہو گئی ہے۔" خاور صاحب نے مسکرا کر اپنی بیٹی کو دیکھا جو ٹرالی میں سے چیزیں نکال کر انہیں پیش کر رہی تھی۔

"اور شرمین بیٹا کیا کرتی ہو آپ۔"

"کچھ نہیں آنٹی، گھر پر ہی ہوتی ہوں۔"

"پڑھتی نہیں ہو۔"

"میں نے ماسٹرز کیا ہے انگلش لٹریچر میں۔"

"ویری گڈ۔" شاہد صاحب متاثر ہو کر بولے۔

"تو بیٹا جاب کیوں نہیں کرتیں۔" ثریا نے پوچھا۔

"آنٹی، ابو سارا دن گھر میں اکیلے ہوتے ہیں، اس خیال سے میں بھی کہیں باہر نہیں جاتی۔"

"ہوں۔" وہ ہنکارا بھر کر رہ گئیں۔

"اچھا خاور، بہت شکریہ۔ تم نے اتنا تکلف کیا۔" شاہد صاحب اور ثریا کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔

"تکلف کی کیا بات ہے تمہارا اپنا گھر ہے۔ ابھی کچھ دن رکو گے کیا۔"

"نہیں کل چلا جاؤں گا، پرسوں آفس بھی جانا

ہے۔"

خاور صاحب انہیں چھوڑنے دروازے تک آئے اور منتظر نظروں سے انہیں دیکھتے رہے۔ لیکن وہ کوئی بات کیے بغیر واپس چلے گئے۔ خاور صاحب کا دل بہت برا ہوا تھا۔ وہ شرمین پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن شرمین ان کی خاموشی کو کب سے نوٹ کر رہی تھی۔ رات کو وہ ان کے لیے چائے بنا کر لائی تو وہ نظریں ٹی وی پر جمائے بیٹھے تھے لیکن وہ جانتی تھی وہ ٹی وی نہیں دیکھ رہے۔

"ابو چائے۔"

"ہاں۔" انہوں نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا اور کپ تھام لیا۔

"کیا بات ہے ابو آپ کیا سوچ رہے ہیں۔"

"نہیں کچھ خاص نہیں' شاہد کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ آیا۔ اس کی بیگم بھی ساتھ تھی لیکن ان دونوں نے کوئی بات نہیں کی۔" شرمین خاموشی سے ان کا پریشان چہرہ دیکھتی رہی پھر بولی۔

"ابو یہ بھی تو سوچیں' یہ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے۔ اب ہو سکتا ہے ان کی سوچ بدل گئی ہو۔"

"سوچ بدلنے کی وجہ بھی کوئی ہو۔"

"ابو ان کا بیٹا شوبز میں ہے' شوبز کی لائف آپ جانتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اسے کوئی اور لڑکی پسند ہو۔"

"لیکن شاہد کو کچھ تو کہنا چاہیے تھا۔" وہ دھیمی آواز میں بولے۔

"میں پوچھوں گا اس سے۔"

"کیا پوچھیں گے ابو کہ انہوں نے بات کیوں نہیں کی۔" وہ سنجیدگی سے ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"اگر آگے سے وہ کہہ دیں کہ ہمیں آپ کی بیٹی پسند نہیں آئی یا کچھ ایسا جو ان کے نزدیک انکار کی وجہ ہے تو اس میں ہماری بے عزتی ہے۔ اچھا ہے انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔" اب کی بار خاور صاحب کچھ بولے نہیں خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگے۔

"آپ پریشان نہ ہوں اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔" وہ انہیں تسلی دے کر کھڑی ہو گی۔ لیکن خاور صاحب کی پریشانی دور نہیں ہوئی۔ آج کل رشتوں کا حصول کتنا مشکل تھا انہیں اندازہ تھا اور نوفل کی صورت میں انہیں تسلی تھی جو اب ایک خواب محسوس ہو رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"ابو نے انہیں منع کر دیا ہو گا یا نہیں۔" نوفل نے سبطین سے پوچھا جو بڑے مگن انداز میں سوپ پی رہا تھا۔

"تمہیں اتنی فکر ہو رہی ہے تو انکل سے پوچھ لیتے۔"

"کیا خاک پوچھ لیتے۔ ان کا موڈ اتنا آف تھا کہ میری ہمت ہی نہیں ہوئی۔"

"ویسے مجھے لگتا ہے اگر انکل انکار کر کے گئے ہوتے تو خاور انکل اب تک ہمیں نکال چکے ہوتے۔" سبطین نے پیالہ خالی کر کے اپنی رائے بیان کی۔

"اور اگر پتا ہونے کے باوجود انہوں نے ہمیں نہیں نکالا تو بہت بامروّت ہیں انکل۔" سبطین کے کہنے پر نوفل نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ویسے موقع اچھا تھا تم انکل سے سائرہ کی بات کر لیتے۔" نوفل نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ابو کو کیا بتاتا' ابھی مجھے خود یقین نہیں دوسرا سائرہ سے بھی تو اس کی رائے لینا ضروری ہے۔"

"تمہارا کیا مطلب ہے' سائرہ کو پتا ہی نہیں کہ تم اسے پسند کرتے ہو۔"

"بتایا تو ہے مجھے اپنے بارے میں پتا نہیں کہ میں واقعی اسے اتنا پسند کرتا ہوں کہ شادی کر لوں۔"

"چلو اب یہاں بھی تم کنفیوژ ہو۔" سبطین نے سر پیٹ کر کہا۔

"چلو چھوڑو سائرہ کو' باہر چلتے ہیں۔" سبطین سوپ پی کر فارغ ہو گیا تھا اس لیے کھڑا ہو گیا۔

"کنیز تم فارغ ہو گئی ہو۔" فاریہ نے کچن میں آکر

پوچھا جو دھلے ہوئے برتن ریک میں رکھ رہی تھی۔

"تقریباً" فارغ ہو گئی ہوں۔ آپ کو کوئی کام تھا۔"

"ہاں۔ پارک تک جانا تھا سوچا تمہیں ساتھ لے چلوں۔" اور کنیز فوراً" تیار ہو گئی۔

"باجی دو چکر تو لگا لیے اب تو میری ٹانگیں بھی دکھنے لگی ہیں۔" کنیز نے دہائی دی۔

"یہ موٹاپے کی پہلی نشانی ہے۔" فاریہ نے چلتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تو نوفل بھائی اور سبطین بھائی ہیں۔" کنیز کی چہکتی ہوئی آواز پر اس نے گردن گھما کر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ جہاں وہ دو لڑکے سوسائٹی کے بچوں کو اکٹھا کر کے کرکٹ کے نام پر شور مچا رہے تھے۔

"تم جانتی ہو انہیں۔"

"ارے باجی! یہ وہی ہیں جو شرمین باجی کے گھر رہتے ہیں اس دن آپ کے سامنے ہی تو انکل جی نے مجھے ان کا کام کرنے کو کہا تھا۔" اس کے یاد دلانے پر فاریہ کو یاد آیا۔ اس نے غور سے نوفل کو دیکھا۔

"کیسے ہیں یہ دونوں۔" فاریہ نے انٹرویو کا آغاز کیا۔

"اچھے ہیں۔ دونوں شریف لڑکے ہیں۔ پہلے تو میں ڈر رہی تھی "چھڑے چھانٹ ہیں نہ' جانے کیسے مزاج کے ہوں پر انکل نے تسلی کروائی تو میں ان کا کام کرنے لگی لیکن دونوں ہی بہت اچھے ہیں اور نوفل بھائی تو ٹی وی پر کام کرتے ہیں۔ اس دن میں نے انہیں ٹی وی پر دیکھا تو حیران رہ گئی۔ میں بتا نہیں سکتی مجھے اتنی خوشی ہوئی میں ایک ٹی وی اسٹار کے گھر کام کرتی ہوں۔ میں نے تو ان کا آٹوگراف بھی لے لیا۔ وہ بتا رہے تھے وہ کوئی ڈرامہ بھی کرنے والے ہیں۔"

"اور وہ جو دوسرا لڑکا ہے۔" اس سے پہلے وہ اس کے بارے میں پوچھتی ربڑ کی گیند پوری طاقت سے اس کی ٹانگ پر لگی تھی۔ درد کی شدت سے اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔ گیند اسے کسی گولی کی طرح لگی تھی وہ جھک کر ٹانگ دبانے لگی۔

"کیا ہوا باجی زیادہ زور سے لگی ہے کیا۔" اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر کنیز بھی پریشان ہو گئی۔ تب ہی وہ دونوں بھاگتے ہوئے ان کے پاس پہنچے تھے۔

"آئی ایم ویری سوری گیند غلطی سے آپ کو لگ گئی۔" بیٹ سبطین کے ہاتھ میں تھا اور وہ جھک کر فاریہ سے معذرت کر رہا تھا۔ فاریہ نے دوسرے ہاتھ سے آنسو صاف کیے اور سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ کیا اندھے ہیں یا خود کو شاہد آفریدی سمجھ لیا ہے آپ نے۔" سبطین کو اس کا چہرہ جانا پہچانا لگا تھا۔

"اب اس طرح گھور گھور کر کیا دیکھ رہے ہیں۔" اس کے یوں غور سے دیکھنے پر فاریہ ناگواری سے بولی۔

"میں گھور نہیں رہا' سوچ رہا ہوں آپ کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔" اب کی بار فاریہ نے بھی غور سے اسے دیکھا۔

"میرے ساتھ زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"دیکھیں محترمہ! میں آپ کے ساتھ تمیز سے بات کر رہا ہوں اور آپ روڈ ہو رہی ہیں۔ میں نے جان بوجھ کر آپ کو گیند نہیں ماری' غلطی سے لگی ہے۔"

"آپ نے جان بوجھ کر مجھے گیند ماری ہے۔ اس کونے سے اس کونے میں گیند مارنے کی کیا تک بنتی ہے۔" فاریہ باقاعدہ جرح پر اتر آئی۔ سبطین نے بھنا کر اسے دیکھا اس سے پہلے کہ وہ بولتا' کب سے خاموش کھڑا نوفل بول پڑا۔

"چھوڑو یار۔" اس نے پہلے سبطین کو چپ کروایا پھر فاریہ کو دیکھا۔

"بال واقعی غلطی سے لگی ہے لیکن آپ کو تکلیف پہنچی' اس کے لیے معذرت چاہتے ہیں۔" نوفل نے سلیقے سے معذرت کی۔ تو وہ تھوڑی نرم پڑی۔

"اٹس اوکے۔"

"بھائی جی! آپ لوگ جاؤ۔" کنیز کے کہنے پر سبطین نے ایک غصیلی نظر فاریہ پر ڈالی جبکہ نوفل اس کا بازو کھینچ کر اسے وہاں سے لے گیا۔

"تمہیں بڑا دکھ ہو رہا تھا اپنے سگے بھائی کی بے عزتی کا، میری چوٹ تمہیں نظر نہیں آئی، ابھی بھی اتنا درد ہو رہا ہے۔"

"باجی مجھے پتا ہے آپ کو گیند لگی ہے پر آپ سبطین بھائی کو ایسے ہی سنا رہی تھیں۔ گیند واقعی غلطی سے لگی تھی۔"

"ہنہ! تمہیں الہام ہوا ہے نا۔" فاریہ غصے سے سر جھٹک کر بولی۔

"یہ تمہیں کیا ہوا تھا لڑاکا بلے کی طرح کیوں لڑ رہے تھے۔" نوفل نے منہ بنا کر سبطین کو دیکھا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا، میں لڑ رہا تھا یا وہ لڑ رہی تھی وہ بھی بغیر وجہ کے۔"

"غلطی تمہاری تھی، گیند تم نے ماری تھی۔"

"جان بوجھ کر تو نہیں ماری تھی۔ تم بھی اس کی طرح بحث کر رہے ہو۔" سبطین ناراضی سے بولا۔

"بحث نہیں کر رہا، تمہیں یاد دلا رہا ہوں وہ لڑکی تھی جس سے تم مرد ہو کر لڑ رہے تھے۔"

"چھوڑو بھی یار! لڑکی کے نام پر آفت ہے۔ یاد ہے، جب میں پہلی بار تمہارے پاس آ رہا تھا تو اس لڑکی نے مجھے مس گائیڈ کیا تھا۔ آج تک اس کی شکل بھولی نہیں مجھے۔" سبطین کے کہنے پر نوفل نے زیر لب مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اچھا۔" نوفل نے اچھا کو لمبا کھینچا۔ "میں سمجھا یہ کوئی دل ول کا چکر ہے۔"

سبطین نے تیزی سے سر اس کی طرف گھمایا۔

"میرا کیا ذہنی توازن خراب ہے جو میں اس پاگل لڑکی کو دل دوں گا۔ سبطین مراد جسے دل دے گا وہ لڑکی بڑی خاص ہو گی۔" سبطین نے فرضی کالر جھاڑے تو نوفل نے مصنوعی پر سوچ انداز میں سر ہلایا۔

"دیکھیں گے دیکھیں گے۔"

"مجھے بعد میں دیکھ لینا پہلے اپنا معاملہ تو ٹھیک کر لو۔"

"مطلب۔" نوفل سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"مطلب یہ کہ سائرہ سے کب بات کرو گے۔ یہ نہ ہو انکل پھر تمہارے لیے کوئی لڑکی پسند کر لیں۔"

"یار۔" نوفل بے چارگی سے بولا۔ "تم بتاؤ، مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"میرے خیال میں تمہیں سائرہ کو فون کر کے بتانا چاہیے۔"

"ہوں۔" نوفل نے ہنکارا بھر کر جیب سے فون نکالا اور سائرہ کا نمبر ملایا۔ دوسری گھنٹی پر اس نے فون اٹھا لیا تھا۔

"تمہیں کیسے میری یاد آ گئی۔" چھوٹتے ہی سائرہ نے سوال کیا تو نوفل سبطین کی شکل دیکھنے لگا جو اسے پتا نہیں کیا اشارے کر رہا تھا۔

"یاد آئی ہے تو فون کیا ہے۔" جواباً وہ مسکرا کر بولا۔

"کیسی جا رہی ہے تمہاری جاب۔"

"اچھی جا رہی ہے۔"

"اور ماڈلنگ۔"

"وہ بھی ٹھیک ہے۔"

"میں نے ایڈ دیکھا تھا تمہارا، بہت اچھا تھا۔"

"تھینک یو۔" نوفل مسکرا کر بولا۔

"ایک ڈرامے کی بھی آفر ہوئی ہے۔"

"گڈ نیوز۔" جواباً وہ بولی۔

"ہوں۔" اس نے ہنکارا بھر کر سبطین کو دیکھا جو اسے مکا دکھا رہا تھا۔

"سائرہ مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی۔"

"ہاں بولو۔" وہ مصروف انداز میں بولی جسے نوفل نے بھی محسوس کیا۔

"کیا تم بزی ہو۔"

"ہاں، نہیں تم بتاؤ۔"

"نہیں تم بزی ہو تو پھر بات کر لیں گے۔" نوفل نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

”جمال میرا کولیگ ہے‘ اس کا فون بار بار آرہا ہے۔“

”یہ جمال کون ہے۔“ نوفل نے چونک کر پوچھا۔

”بتایا تو ہے میرا کولیگ ہے اور دوست ہے۔ دراصل ہم چند دوستوں کا دبئی جانے کا پروگرام بنا ہے تو اس سلسلے میں وہ بات کرنا چاہ رہا ہو گا۔“

”تم دبئی جا رہی ہو۔“ وہ حیران ہو کر بولا۔ ”اور تم نے بتایا بھی نہیں۔“

”تو تم کون سے رابطے میں تھے اور ویسے بھی میں ہر بات ہر کسی کو بتا کر نہیں کرتی۔“ اس کا کسی کہنا نوفل کو برا کھٹکا تھا۔

”تمہارے دوستوں میں کون کون ہے۔“

”شہنیلا ہے‘ عاصم‘ کامران اور جمال۔“

”تم لڑکوں کے ساتھ جا رہی ہو۔“ وہ ایک بار پھر حیران ہوا۔

”تو اس میں حرج کیا ہے۔“ جواباً وہ حیران ہو کر بولی۔

”تمہارے پیرنٹس نے اجازت دے دی۔“

”پاپا تو نہیں مان رہے تھے پر میرا موڈ ہے جانے کا‘ میں خود کماتی ہوں مجھے کسی کی پرمیشن کی ضرورت نہیں۔“ وہ خودسری سے بولی تو نوفل کو پہلی بار اس کی بے باکی بہت بری لگی۔

”مجھے تمہارا دبئی جانا پسند نہیں‘ اتنے میل فرینڈز کے ساتھ۔“

”واٹ ڈو یو مین نوفل؟“ دوسری طرف سائرہ کی ناراض آواز سنائی دی۔

”میں میل فرینڈ کے ساتھ جاؤں یا فی میل فرینڈ کے ساتھ تمہیں کیا اعتراض ہے۔“

”اعتراض ہے۔ میں نے تمہاری وجہ سے اپنے پیرنٹس کی پسند کی ہوئی لڑکی کے لیے انکار کیا ہے اور تم اوروں کے ساتھ دبئی جا رہی ہو۔“

”اگر تم نے اپنے پیرنٹس کو انکار کیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ میں نے تو تم سے نہیں کہا تھا کہ تم مجھے پسند کرو اور ویسے بھی اتنے تنگ نظر آدمی کے ساتھ میرا گزارہ نہیں ہو سکتا۔“ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ نوفل اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

”کیا ہوا؟“ سبطین کے پوچھنے پر اس نے سائرہ کی ساری بات اسے بتا دی۔ جواباً سبطین ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہونے لگا۔

”تمہیں تو اس کی بولڈنیس پسند تھی اب کیا ہوا۔“ سبطین اس کا مذاق اڑانے لگا اور اندر ہی اندر تلملانے لگا۔

”سو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تم میں انٹرسٹڈ ہی نہیں۔ تمہاری خاطر وہ ٹرپ کینسل نہیں کر سکتی تو اور کیا امید رکھتے ہو۔ بلکہ جو اپنے پیرنٹس کو اہمیت نہیں دیتی وہ تمہیں کیا دے گی اور تمہیں تو چھوڑو تمہارے امی ابو کو کیا سمجھے گی۔۔۔ اور کرو سائرہ سائرہ۔“ کہہ کر وہ پھر ہنسنے لگا اور نوفل کو اسے دیکھ کر اتنا غصہ آرہا تھا کہ اس نے صوفے پر رکھے سارے کشن اسے مارنے شروع کر دیے۔

☼ ☼ ☼

”شرمین۔“ خاور صاحب نے اندر داخل ہوتے ہی شرمین کو آواز دی تھی۔

”جی ابو۔“ وہ کچن سے باہر نکلی۔

”ایک گلاس پانی تو پلاؤ۔“

”جی۔“ وہ جلدی سے پانی کا گلاس لے کر آئی جسے انہوں نے ایک ہی گھونٹ میں خالی کر دیا۔

”آج آپ نے بہت دیر کر دی۔“

”ہاں بس کام سے چلا گیا تھا۔“ ان کا انداز ٹالنے والا تھا۔

”کہاں گئے تھے ابو! تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔“

”ایک رشتہ کروانے والی عورت سے ملنے گیا تھا۔“

”ابو آپ دوسری شادی کر رہے ہیں۔“ شرمین آنکھیں پھیلا کر بولی۔

”پاگل جھلی نہ ہو تو۔“ خاور صاحب کھل کر ہنسے تھے۔ ”میری عمر ہے شادی کی‘ تمہاری بات کرنے گیا

تھا۔"

"کیا ضرورت ہے ابو۔" وہ بے زاری سے بولی۔

"ضرورت ہے نا بیٹا! پہلے ہی اتنی دیر ہو گئی ہے اور وہ بھی میری غلطی سے۔ میں شاہد کی بات پر بھروسا کر کے بیٹھ گیا تھا۔ اب سوچتا ہوں تو رہ رہ کر افسوس ہوتا ہے۔"

"ابو تو ان کے بیٹے کو چلتا کریں پھر۔"

"نہیں بیٹا' میں ایسی کم ظرفی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ ان کا فعل ان کے ساتھ۔" وہ کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔

"وہ عورت تین چار دن تک ایک رشتہ لے کر آئے گی۔"

"ابو مجھے شادی نہیں کرنی۔ میں چلی گئی تو آپ اکیلے ہو جائیں گے۔ میں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"پاگل۔" انہوں نے اسے ساتھ لگا لیا۔

"بیٹیاں پرائی ہوتی ہیں۔ ماں باپ سدا ساتھ نہیں رہتے۔ بیٹیاں جتنی جلدی اپنے گھروں میں آباد ہو جائیں' اتنا ہی ماں باپ کو سکون ملتا ہے۔ کیا تم نہیں چاہتیں کہ مجھے سکون ملے۔ میں اپنا فرض خوش اسلوبی سے ادا کروں۔" وہ کچھ بولی نہیں' آنکھ بند کیے ان کے سینے سے لگی رہی۔

☆ ☆ ☆

دروازے پر ہونے والی مسلسل دستک پر وہ بمشکل اٹھا تھا۔ بھاری ہوتے اور چکراتے سر کے ساتھ اس نے دروازہ کھولا۔ سامنے کنیز کھڑی تھی۔

"سلام نوفل بھائی! آج آپ گھر میں' خیریت تھی۔" اس نے اندر آتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں' کچھ طبیعت ٹھیک نہیں۔" جب وہ بولا تو اس کی آواز بھی بھاری تھی۔

"کیا ہوا آپ کو؟" کنیز اب رک کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی جو بخار کی حدت سے سُرخ ہو رہا تھا۔

"بخار ہے۔"

"تو سبطین بھائی کدھر ہیں۔"

"وہ آفس گیا ہے۔" کہہ کر وہ بیڈ پر جا کر لیٹ گیا تو کنیز صفائی میں مصروف ہو گئی۔ وہ نیند میں تھا جب کنیز دوبارہ اس کے سر پر آ کر کھڑی ہو گئی۔

"بھائی جی! کھانے میں کیا پکاؤں۔"

"کچھ بھی پکا لو۔" وہ بیزاری سے بولا تو وہ سر ہلا کر کچن میں آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر نوفل کے سرہانے کھڑی تھی۔

"بھائی جی! کچن میں تو کچھ بھی نہیں۔ پیاز' لہسن' ٹماٹر سب ختم ہیں۔ چکن بھی نہیں ہے اور دالیں بھی ختم ہیں۔"

ایک دفعہ میں ہی سارا قحط پڑ گیا تھا۔ نوفل کا دل چاہا اپنا سر پھاڑ لے۔

"رہنے دو۔ سبطین آتے ہوئے کچھ لے آئے گا۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہیں بھائی! اس حالت میں بازاری کھانا آپ کے لیے ٹھیک نہیں۔"

"اب کچھ نہیں ہے تو میرا سر پکاؤ گی۔" نوفل چڑ کر بولا تو کنیز خاموش ہو گئی۔

"اچھا پھر میں چلتی ہوں۔ صفائی ہو گئی ہے۔" کہہ کر وہ باہر نکل گئی۔

اس نے فون ایک کان سے دوسرے کان میں منتقل کیا۔ مسلسل بیل جا رہی تھی لیکن کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

* * *

"آج تم جلدی آ گئیں کنیز۔" کنیز کو آتا دیکھ کر شرمین نے حیرت کا اظہار کیا۔

"جی باجی' نوفل بھائی کی صفائی کرنے گئی تھی تو وہ آج گھر پر ہی تھے۔ کھانا بنانے میں ٹائم لگتا ہے لیکن آج کچن میں کچھ تھا ہی نہیں تو کھانا بنائے بغیر آ گئی ہوں۔" شرمین ہنکارا بھر کر خاموش ہو گئی۔ کام کے دوران بھی کنیز کو نوفل کی فکر ستاتی رہی۔

"کیا بتاؤں باجی! مجھے نوفل بھائی پر بڑا ترس آیا

بیچارے۔" اس نے مکمل افسوس کا اظہار کیا تو کب سے نظرانداز کرتی شرمین کو بولنا پڑا۔

"کیوں، ترس کیوں آرہا تھا تمہیں۔"

"بڑا سخت بخار چڑھا ہے نوفل بھائی کو، شکل سے ہی پتا چل رہا تھا، اوپر سے اکیلے نہ ماں نہ بہن کوئی پاس نہیں پوچھنے والا اور پتا نہیں صبح سے کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں۔ میں کچھ بنا کر دے آئی پر سارا کچن بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔" اس کی کیفیت سُن کر کچھ لمحوں کے لیے شرمین بھی سوچ میں پڑ گئی پھر اٹھ کر کچن میں آ گئی۔ فریزر سے چکن نکال کر اس نے دیگچی میں یخنی بنانے کے لیے رکھ دی دوسرے چولہے پر کھچڑی کے لیے چاول رکھ دیے اور خود باہر آ گئی۔ کنیز ابھی بھی نوفل بھائی کی گردان کر رہی تھی۔

"کنیز۔" وہ جانے لگی جب شرمین نے اسے آواز دے کر روک لیا۔

"یہ سوپ اور کھچڑی لے جاؤ اور اسے اپنے نوفل بھائی کو دے دو۔" اس نے رومال سے ڈھکی ٹرے اسے تھماتے ہوئے کہا۔

"باجی! یہ تو آپ نے بڑا نیک کام کیا۔" ٹرے دیکھ کر کنیز خوش ہو گئی تھی۔

"میں ابھی دے کر آتی ہوں۔" وہ ٹرے تھام کر خوشی خوشی انیکسی کی طرف بڑھ گئی۔ دروازے پر ہونے والی دستک پر نوفل نے غصے سے رضائی ہٹائی، اس کا ارادہ آنے والے کو سخت سست سنانے کا تھا لیکن دروازے میں ٹرے تھامے کنیز کو دیکھ کر وہ خاموش رہ گیا۔

"نوفل بھائی! یہ شرمین باجی نے کھانا آپ کے لیے بھیجا ہے۔ سوپ بھی ساتھ ہے۔ بڑی اچھی ہیں ہماری شرمین باجی، جیسے ہی میں نے آپ کی بیماری کے بارے میں بتایا، انہوں نے اسی وقت آپ کے لیے پرہیزی کھانا بنا کر بھیج دیا۔" کنیز نے ٹرے کچن شیلف پر رکھ دی اور سوپ کا پیالہ لا کر اسے دیا۔

"یہ پی لیں۔" نوفل کا دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن کنیز کا خلوص دیکھ کر وہ انکار نہیں کر سکا۔ سوپ اتنے مز
کا تھا کہ وہ پورا پیالہ خالی کر گیا۔ سوپ پینے کے بعد ا
عجیب سا سکون ملا تھا۔

"کنیز، تمہارا بہت شکریہ۔"

"بھائی جی میرا کیسا شکریہ، شکریہ تو شرمین باجی کا
کریں جنہیں یہ خیال آیا۔" وہ منہ سے کچھ نہیں بو
لیکن دل سے اس لڑکی کا ممنون تھا۔

"اچھا اب میں چلتی ہوں۔ آپ کو بھوک لگے ا
کھچڑی ہے، وہ کھا لینا۔"

✡ ✡ ✡

شام میں جب سبطین آیا تو بھرپور نیند لینے کے بعد نوفل کی طبیعت کافی بہتر تھی۔

"اب کیسی طبیعت ہے۔" اسے دیکھتے ہی سبطین نے پوچھا۔

"بہتر ہوں۔"

"دوائی لی تھی۔"

"ہاں۔"

"اور کچھ کھایا تھا۔" سبطین بازار سے لایا ہوا سامان میز پر رکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"ہاں انکل خاور کی بیٹی نے سوپ اور کھچڑی بنا کر بھیجی تھی۔"

"او۔" سبطین رک کر اسے دیکھنے لگا۔ "واہ! کیا بات ہے۔ یہاں تو بڑی خاطر مدارت ہو رہی ہے، لگتا ہے اچھی لڑکی ہے۔ ایک وہ تمہاری سائرہ بیگم ہے، اس کو فون کیا تھا تمہارے بخار کا بتایا تو کہنے لگی بخار ہی ہے نا، اس کے نزدیک تمہاری یہ اہمیت ہے اور جسے تم پسند نہیں کرتے، وہ اتنی اچھی ہے کہ بغیر کسی واسطے کے صرف تمہاری بیماری کا سن کر کھانا بھیج دیا۔"

"سائرہ کا ذکر اب دوبارہ میرے ساتھ نہ کرنا اور تمہیں کیا ضرورت تھی اسے فون کرنے کی۔" نوفل غصے سے بولا۔

"تمہارے لیے کیا تھا۔ مجھے کیا پتا تھا وہ آگے سے اتنا روڈلی بولے گی۔"

"ختم کرو اب اس سائرہ کا قصہ اور مجھے یہ بتاؤ تم سے کل کہا تھا کچن کا سامان ختم ہے تو لے کر کیوں نہیں آئے۔ کچھ ہوتا تو کنیز بنا جاتی کم از کم احسان تو نہ لینا پڑتا۔" سبطین کچن سے کھچڑی والی پلیٹ اٹھا لایا تھا۔

"بڑے احسان فراموش ہو۔ ایک تو اس رحم دل لڑکی نے تم پر مہربانی کی 'اتنے مزے کا کھانا ہے۔" وہ کھچڑی کھاتے ہوئے بولا۔

"یہی کھانا کنیز بناتی تو حلق سے نیچے ایک نوالہ نہیں اترنا تھا۔"

"اب یہ رحم دل شہزادی کے ذکر کو ختم کرو۔ یہ بتاؤ سامان کیوں نہیں لے کر آئے۔"

"یاد نہیں رہا یار!" سبطین کھاتے ہوئے مگن انداز میں بولا۔

"ابھی لے کر آتا ہوں۔"

✡ ✡ ✡

وہ کچن کا سامان لے کر آیا تو لان میں خاور صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ وہ پھولوں کو پانی دے رہے تھے۔ وہ ان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے رک گیا۔

"کیسے ہیں انکل۔" خاور صاحب نے چونک کر اسے دیکھا اور پائپ گملے میں ڈال دیا۔

"میں ٹھیک ہوں' تم سناؤ۔"

"میں بھی ٹھیک ہوں۔ انکل' آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا۔"

"کس بات کا۔" خاور صاحب حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

"نوفل کے لیے کھانا بھجوانے کا۔"

"کھانا!!" وہ مزید حیران ہوئے۔

"اچھا میرے علم میں یہ بات نہیں تھی۔"

"جی۔" وہ سر کھجاتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کچن میں سامان رکھ رہا تھا کہ نوفل بھی اس کے پیچھے آگیا۔

"کچھ چاہیے تھا؟"

"ہاں چائے پینے کا دل چاہ رہا تھا۔"

"بیٹھو بناتا ہوں۔" سبطین آستین چڑھائے ہوئے سگھڑ عورتوں کی طرح چکن دھوتے ہوئے بولا۔

تب ہی ساتھ والے کچن سے خاور صاحب کی آواز آئی۔

"ابھی باہر مجھے سبطین ملا تھا' وہ بتا رہا تھا تم نے نوفل کے لیے کھانا بھیجا تھا۔" سبطین نے بے ساختہ نوفل کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"جی ابو' کنیز بتا رہی تھی ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور کچن میں کھانا بنانے کے لیے بھی سامان نہیں تھا تو میں نے سوپ اور کھچڑی بنا کر بھیج دی۔" جواباً شرمین کی آواز سنائی دی۔

"کیا میں نے غلط کیا ابو؟" انہیں خاموش دیکھ کر شرمین نے مزید پوچھا۔

"نہیں بیٹا! تم نے تو نیکی کا کام کیا ہے۔ اب کیا کر رہی ہو۔"

"کچھ نہیں ابو' آپ کے لیے مچھلی فرائی کر رہی ہوں۔"

"میری بیٹی کو ہر وقت ابو کی فکر رہتی ہے۔ کبھی اپنی بھی فکر کر لیا کرو۔" ان کی بات سن کر وہ مسکرا کر بولی۔

"مجھے کیا ہوا ہے' ابو اچھی بھلی تو ہوں۔"

"اتنی زیادہ مچھلی فرائی کر لی۔ یہ کون کھائے گا۔" وہ حیران ہو کر بولے۔

"ایسا کرتا ہوں' یہ تھوڑی سی نوفل کو دے آتا ہوں اور یہ تم فاریہ کو دے آؤ۔"

"ابو میں جاؤں؟" وہ حیرت سے بولی۔

"تو کیا ہوا' یہ دو گھر چھوڑ کر تو اس کا گھر ہے۔ ساتھ اسے مل بھی آؤ گی وہ بہت شکوہ کرتی ہے کہ تم اس کے گھر نہیں جاتیں' چلو ایسا کرتا ہوں میں تمہیں گیٹ تک چھوڑ آتا ہوں۔"

"جی میں کپڑے بدل لوں۔" اب دوسری طرف خاموشی چھا گئی تھی تو سبطین نے چائے کپوں میں ڈال کر ایک کپ نوفل کی طرف بڑھایا۔

"مچھلی آرہی ہے۔" سبطین چٹخارہ لے کر بولا تو نوفل کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"کتنے ندیدے ہو تم۔ کھانے کے ذکر پر یوں خوش ہوتے ہو جیسے کبھی کھانا کھایا ہی نہیں۔"

"کھانا تو کھاتا ہوں لیکن یہاں آکر اچھا کھانا کبھی کبھی ملتا ہے۔"

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔" نوفل نے افسوس سے سرہلایا۔

"میں ذرا رحم دل شہزادی کو دیکھنے جارہا ہوں۔"

"کیا مطلب؟" نوفل سٹپٹایا۔

"یار سنا نہیں' وہ اپنی دوست کے گھر جارہی ہے تو ظاہر سی بات ہے' باہر نکلے گی۔ اسی بہانے میں اس کی شکل دیکھ لوں گا۔"

"سبطین یہ کیا پاگل پن ہے۔" نوفل غصے سے بولا۔

"لیکچر بعد میں دینا' ابھی میں جارہا ہوں۔" وہ بھاگ کر باہر گیا تھا لیکن کافی دیر کھڑے رہنے کے باوجود کوئی نظر نہیں آیا تو وہ مایوس ہو کر اندر آگیا۔

"دیکھ آئے رحم دل شہزادی کو۔" نوفل نے مسکرا کر اس کا اترا ہوا چہرہ تو وہ سر نفی میں ہلا کر رہ گیا۔

☼ ☼ ☼

"آج شرمین کہاں سے راستہ بھول گئی ہے۔" دروازہ ثمرہ بھابھی نے کھولا اور اسے دیکھ کر حیرت کا مظاہرہ کیا۔

"بس آپ لوگوں کی یاد آرہی تھی تو سوچا مل آؤں۔" وہ دھیمے سے مسکرا کر بولی۔

"یہ کیا ہے۔" انہوں نے اس کے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ کو دیکھ کر پوچھا۔

"مچھلی فرائی کی تھی سوچا آپ لوگوں کے لیے لیتی جاؤں۔"

"او' یہ تو اچھا کیا۔" انہوں نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے پلیٹ لے لی اور پلیٹ اٹھا کر مچھلی چکھنے لگیں۔

"بھابھی' فاریہ کدھر ہے۔"

"اس نے کہاں جانا ہے۔ یہیں ہو گی اپنی بلی کے ساتھ۔" فاریہ کے ذکر پر وہ اکتاہٹ بھرے انداز میں بولیں شرمین منتظر نظروں سے اسے دیکھنے لگی جو مچھلی کھانے میں مصروف تھیں۔ ایک پیس کھانے کے بعد انہیں احساس ہوا وہ منتظر نظروں سے انہیں دیکھ رہی ہے۔

"کچن کی پچھلی طرف دیکھ لو' وہیں ہو گی۔"

"جی۔" وہ سرہلا کر کچن میں آگئی۔ پچھلا دروازہ کھول کر اس نے گلی میں جھانکا۔ گلی کے آخری کونے پر اسے فاریہ کی جھلک نظر آئی تو وہ اسی طرف چل پڑی۔

"ہاؤ۔" پاس جا کر اس نے زور سے آواز نکالی تو مگن انداز میں ٹی ٹی کو نہلاتی فاریہ ڈر کے مارے اچھل پڑی۔

"بدتمیز نہ ہو تو' ڈرا دیا۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر اٹھی اور اس کے گلے لگ گئی۔

"تمہیں دیکھ کر اتنی خوشی ہو رہی ہے کہ بتا نہیں سکتی۔" وہ اسے مزید بھینچ کر بولی۔

"ہاں وہ تو مجھے اندازہ ہو رہا ہے' اب مجھے چھوڑ بھی دو۔" شرمین ہنستے ہوئے زبردستی اس سے الگ ہوئی۔

"یہ تم کیا اتنی سردی میں اس بے چاری بلی کو نہلا رہی ہو۔"

"کیا کروں' پتا نہیں کہاں سے کیچڑ میں منہ مار کر آ گئی ہے۔ ساری کی ساری گندی ہو رہی تھی اور بھابھی کا تمہیں پتا ہے تو میں اسے لے کر یہاں آگئی۔ اب دیکھو کیسے چمک رہی ہے میری ٹی ٹی۔" اس نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا بلی کے لیے پیار دیکھ کر وہ مسکرا دی۔

"تمہارے لیے مچھلی لے کر آئی تھی۔ راستے میں بھابھی مل گئیں تو انہیں دینا پڑی۔ جاؤ جا کر لے آؤ اس سے پہلے کہ ختم ہو جائے۔"

"او نو' تم نے اس کو کیوں دی۔" فاریہ کو شدید

دس ہوا۔
"تم امی کے کمرے میں چل کر بیٹھو۔ میں پلیٹ لے کر ابھی آتی ہوں چلو فی فی۔" اس نے تیزی سے چلتے ہوئے بلی کو اشارہ کیا جو بھاگتی ہوئی اس کے پیچھے گئی تھی۔

"السلام علیکم آنٹی۔"

"ارے شرمین بیٹی آئی ہے۔" نصرت آنٹی اسے دیکھ کر خوش ہوئی تھیں۔

"فاریہ سے نہیں ملیں۔"

"ملی ہوں آنٹی' وہ آرہی ہے۔" وہ کہہ کر ان کے قریب بیٹھ گئی تب ہی فاریہ پلیٹ لیے اندر داخل ہوئی۔

"امی دیکھیں شرمین فش لے کر آئی ہے۔"

"بیٹا تم نے کیوں زحمت کی۔" نصرت کے کہنے پر وہ مسکرا کر بولی۔

"آنٹی زحمت کی تو کوئی بات نہیں' مجھے پتا تھا فاریہ کو فش پسند ہے اس لیے لے کر آگئی۔"

"یہ ثمرو کیوں بڑبڑا رہی ہے۔"

"کیونکہ میں ان کے منہ کا نوالہ چھین لائی ہوں۔"

"کیا مطلب؟" نصرت سمجھی نہیں۔

"یہ پلیٹ۔" فاریہ نے پلیٹ ہاتھ میں اٹھا کر اس کی طرف اشارہ کیا۔

"ان کے پاس تھی اور شرمین یہ میرے لیے لائی ہے' اس لیے میں جا کر لے آئی۔" وہ مزے سے کھاتے ہوئے بولی۔

"حد کرتی ہو تم فاریہ!" نصرت نے ناراضی سے اسے دیکھا۔

"بیٹا تم تو اس کی دوست ہو' تم سمجھاؤ اسے' کب چھوڑے گی یہ بچپنا۔ ثمرو کو آگے موقع چاہیے ہوتا ہے اس کی شکایت کرنے کا اور یہ اسے مزید موقع دیتی ہے۔ وہ تنگ نظری کا مظاہرہ کرتی ہے تو اسے اگنور کرنا چاہیے لیکن یہ اگنور کرنے کے بجائے باقاعدہ مقابلے پر اتر آتی ہے۔"

"فاریہ! یہ کیا کہہ رہی ہیں آنٹی۔"

"امی کو عادت ہو گئی ہے میری شکایت کرنے کی۔" وہ لاپروائی سے بولی۔

"تو تم ان کو موقع مت دیا کرو شکایت کرنے کا اگر بھابھی کچھ بولتی ہیں تو تم اگنور کر دیا کرو۔"

"کتنا اگنور کروں۔" اب کی بار فاریہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جتنا ممکن ہو۔" شرمین کے کہنے پر اس نے سر جھٹکا۔

"چھوڑو یہ سب' چلو میں تمہیں برڈز دکھاؤں بھائی سے کہہ کر منگوائے ہیں۔"

"ارے اسے بیٹھنے تو دو۔" اس کا ہاتھ کھینچنے پر نصرت نے اسے ٹوکا لیکن اس نے شرمین کو اٹھا کر دم لیا۔

"کیسے لگے میرے برڈز۔" فاریہ کے پوچھنے پر شرمین نے پنجرے میں بند رنگ برنگے طوطوں کو


خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے بہنوں کے لیے ایک اور ناول
دست کوزہ گر
فوزیہ یاسمین

قیمت -/750 روپے
منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37 - اردو بازار، کراچی۔ فون نمبر: 32735021

دیکھا۔

"پیارے ہیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"تمہیں جانوروں اور پرندوں سے اتنا پیار کیوں ہے۔"

"کیونکہ یہ انسانوں کی طرح اپنی زبان سے دوسروں کو تکلیف نہیں دیتے۔" شرمین نے ایک نظر اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا لیکن یہ ایک لمحے کے لیے تھا اگلے ہی پل وہ مسکرا رہی تھی۔

"تم سناؤ، تمہارے سپر اسٹار مسٹر نوفل کیسے ہیں۔"

"مجھے کیا پتا کیسے ہیں مسٹر سپر اسٹار۔"

"کیوں کیا ابھی تک بات نہیں ہوئی۔"

"نہیں اور نہ ہوگی۔"

"کیوں۔" فاریہ نے تعجب کا اظہار کیا۔

"ابو کے دوست یعنی سپر اسٹار کے والد آئے تھے ہمارے گھر لیکن انہوں نے کوئی بات نہیں کی جس کا مطلب ہے کوئی بات نہیں، ویسے بھی وہ میڈیا کا بندہ ہے، میری جیسی لڑکی کیسے اس کی چوائس ہو سکتی ہے۔" وہ کچھ آزردگی سے بولی۔

"ضروری نہیں میڈیا سے وابستہ ہر شخص فلرٹی ہو۔ تم کبھی اس سے ملی نہیں، اس نے تمہیں دیکھا نہیں، تو تم کیسے کہہ سکتی ہو تم اسے پسند نہیں آؤ گی۔ تم اتنی پیاری ہو، کوئی تمہیں ریجیکٹ کر ہی نہیں سکتا۔"

"یہ تمہیں لگتا ہے کیونکہ میں تمہاری دوست ہوں۔" شرمین اس کی محبت پر مسکرا کر بولی۔

"ابو نے کسی رشتے والی کو بھی کہا ہے۔ پرسوں وہ بھی کوئی رشتہ لے کر آ رہی ہے۔"

"یعنی سیریسلی تم لوگوں نے وہاں سے بات ختم کر دی ہے۔"

"ہم نے ختم نہیں کی انہوں نے ہی بات نہیں کی۔" شرمین نے فاریہ کی تصحیح کی۔

"ہوں۔" فاریہ نے پرسوچ انداز میں ہنکارا بھرا۔

"ویسے انسان کو ایسا بھی نہیں ہونا چاہیے اگر بات نبھا نہیں سکتے تو کرتے کیوں ہیں۔ لوگوں کی بیٹیاں فضول ہیں کیا؟" فاریہ جذباتی ہو کر بولی تو شرمین مسکرا دی۔

"چھوڑو یار! یہ ایک بات تھی جو ختم ہو گئی۔"

"نہیں یار، کوئی بات ہے۔ پہلے اتنی دیر بات [illegible] رکھی پھر جب وقت آیا تو خاموشی اختیار کر لی تو اب بیٹے کو یہاں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ مفت میں آ کر رہا ہے۔" اس کے جلے ہوئے انداز پر شرمین ہنس پڑی تھی۔

"ابو نے اسے اس وجہ سے انیکسی میں جگہ نہیں دی تھی بلکہ اس وجہ سے رہنے کی اجازت دی تھی کہ وہ ابو کے دوست کا بیٹا ہے اور تم غصہ کرنا بند کرو۔"

☼ ☼ ☼

آج چھٹی کا دن تھا اور وہ دونوں گھر پر تھے اور کافی دنوں بعد سورج نے اپنی شکل دکھائی تھی تو کنیز نے واشنگ مشین لگائی تھی۔ اب وہ کپڑے دھونے کے ساتھ سُر بھی بکھیر رہی تھی۔ سبطین لیپ ٹاپ پر اور نوفل کچن میں کام کرتے ہوئے کنیز کی موسیقی سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"بھائی جی، میں نے کپڑے دھو دیے ہیں۔ اب ہنڈیا بنانے لگی ہوں۔" کنیز کی تفصیل پر سبطین نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"آپ کپڑے چھت پر ڈال آؤ۔" اس نے پوچھا نہیں سیدھا سیدھا حکم دیا تھا۔

"میں؟" سبطین کو جھٹکا لگا تھا پھر سنبھل کر بولا۔

"تم ایسا کرو نوفل سے کہو، میں آفس کا بڑا ضروری کام کر رہا ہوں۔"

"اچھا جی۔" وہ منہ بنا کر کچن کی طرف مڑ گئی جہاں نوفل کھڑا اپنے لیے چائے بنا رہا تھا۔

"نوفل بھائی، ذرا کپڑے اوپر ڈال آئیں۔ آج مجھے دیر ہو گئی ہے۔ ابھی مجھے ہنڈیا بھی بنانی ہے۔" کنیز نے اتنی بے چارگی سے کہا کہ نوفل اسے انکار ہی نہیں کر سکا۔

چھت پر لگی رسی پر کپڑے پھیلا کر وہ وہیں دھوپ میں کھڑا ہو گیا۔ نرم گرم دھوپ جسم کو سکون دے رہی تھی۔ تب ہی قدموں کی آہٹ پر اس نے گردن گھما کر دیکھا۔ آسمانی قمیص اور سفید شال میں وہ جو بھی تھی اس خوب صورت صبح کا حصہ لگ رہی تھی۔ وہ نظریں ہٹائے بغیر اسے دیکھتا رہا اس لڑکی کی نظر اب تک اس پر نہیں پڑی تھی۔ وہ اپنے دھیان میں چلتی ہوئی اس کے قریب آ رہی تھی تب ہی اس نے سامنے دیکھا اور چونک کر رک گئی۔ اس کی آنکھوں کا پہلا تاثر حیرت تھا لیکن اگلے ہی پل وہ رخ موڑ گئی تھی نوفل کو ایک دم ہوش آیا تھا۔

"سنیں۔" وہ رخ موڑے بغیر رک گئی تھی۔

"آپ خاور انکل کی بیٹی ہیں نا۔"

"جی۔" وہ دھیمے سے بولی۔

"میں نوفل ہوں' انیکسی میں رہتا ہوں۔"

"جی۔" وہ مڑ کر دیکھنے لگی۔

"مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا' اس دن آپ نے میرے لیے کھانا بھجوایا تھا۔"

"کوئی بات نہیں۔" وہ اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں کہہ کر تیزی سے سیڑھیاں اتر گئی جبکہ نوفل کو لگا صبح کا حسن ماند پڑ گیا ہے۔

"تمہیں کیا ہوا ہے۔" وہ نیچے آیا تو سبطین نے اس کی شکل دیکھ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" وہ بیزاری سے بولا۔

"تو منہ پر بارہ کیوں بج رہے ہیں۔" نوفل نے کوئی جواب نہیں دیا تو سبطین بھی خاموش ہو گیا۔

"آج میں نے اس کو دیکھا۔" تب ہی نوفل پھر سے بولا۔

"کسے؟" سبطین لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھنے لگا۔

"رحم دل شہزادی کو۔"

"اچھا واقعی' کہاں؟" سبطین کام چھوڑ کر پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"چھت پر۔"

"پھر کیسی ہے۔"

"خوب صورت' اجلی صبح کی طرح۔" نوفل کا انداز کھویا کھویا تھا جس پر سبطین ابرو اچکا کر رہ گیا۔

"بڑی شاعرانہ اصطلاح استعمال کی ہے' اجلی صبح کی طرح۔" وہ نوفل کے الفاظ دہراتا ہوا بولا۔

"یار! لگتا ہے مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے ابو کو منع نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"واہ بھئی' ایک جھلک میں اتنی کایا پلٹ۔" سبطین نے اس کا مذاق اڑایا جس کا نوفل نے برا مانا تھا۔

"میں تمہیں دل کی بات بتا رہا ہوں اور تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔"

"اور سائرہ بی بی کا کیا ہو گا۔"

"اس کا یہاں کیا ذکر؟" نوفل بھنا کر بولا۔

"اسی کا تو ذکر ہے۔ اسی کی وجہ سے تم نے انکل کو انکار کیا اور ویسے بائے دا وے وہ جو تم نے رحم دل شہزادی میں اتنی خامیاں نکالی تھیں' وہ بھول گئے تم۔"

"یاد ہے مجھے سب" نوفل جل کر بولا۔

"تم سے بات کرنا فضول ہے۔" وہ اٹھ کر کچن میں آ گیا جہاں کنیز کام کر رہی تھی۔

"کنیز' اس دن جس نے میرے لیے کھانا بھیجا تھا کیا نام بتایا تھا تم نے۔"

"شرمین باجی نے کھانا بھجوایا تھا۔"

"اچھا وہ کرتی کیا ہیں۔"

"کچھ نہیں' باجی گھر پر ہوتی ہیں۔"

"ہوں۔" اس نے پر سوچ انداز میں سر ہلایا۔

وہ دونوں اکٹھے آفس سے گھر پہنچے تھے گاڑی پارک کر کے گیٹ کی طرف بڑھے تب ہی خاور انکل گیٹ سے نکلے تھے وہ دونوں رک گئے۔

"کیسے ہیں انکل۔" نوفل نے سب سے پہلے بتیسی کی نمائش کی تھی۔

"ٹھیک ہوں' تم کیسے ہو میاں۔"

"ہم بھی ٹھیک ہیں انکل! آپ کہیں جا رہے

ہیں۔" اب کی بار سبطین نے پوچھا تھا۔

"ہاں کچھ سامان لانا تھا تو مارکیٹ جا رہا تھا۔"

"لائیں انکل! ہم لے آتے ہیں۔" نوفل نے اپنی خدمات پیش کیں۔

"تم لوگوں کو زحمت ہوگی۔"

"زحمت کیسی انکل! گاڑی میں جانا ہے۔"

خاور صاحب تھوڑی پس و پیش کے بعد مان گئے تھے۔

"اتنا زیادہ بیکری کا سامان! لگتا ہے' کوئی خاص مہمان آرہا ہے۔" وہ بیکری سے سامان لے کر نکلے تو سبطین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

"خاص سے تمہارا کیا مطلب ہے۔" نوفل نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کوئی رشتہ دیکھنے بھی آسکتا ہے۔"

"تمہیں کیا الہام ہوا ہے۔" نوفل نے برا مان کر کہا۔

"آثار بتا رہے ہیں مائی ڈیئر! ویسے بھی جہاں بیری ہو' وہاں پتھر تو آتے ہیں۔"

"ان کے گھر کون سی بیری ہے۔" نوفل نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"کند دماغ! محاورۃ بول رہا ہوں۔ اب تم نے منع کر دیا تو انہوں نے کسی سے تو رشتہ کرنا ہے اپنی بیٹی کا۔" نوفل نے اب کی بار کوئی جواب نہیں دیا اور کار اسٹارٹ کر دی۔ جب وہ گھر پہنچے تب ہی ایک دوسری گاڑی بھی آکر رکی تھی جس میں دو عورتیں اور دو مرد نکلے تھے۔ ان کے اندر جانے کے بعد نوفل نے بیل دی تو کنیز باہر آئی تھی۔

"یہ کون لوگ ہیں۔" شاپرز پکڑاتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"شرمین باجی کے رشتے کے لیے آئے ہیں۔" کنیز کے کہنے پر نوفل اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ سبطین کے اندازے کی تصدیق ہو گئی تھی۔

"دیکھ لو' میں نے کہا تھا نا۔" سبطین نے دانت نکال کر کہا تو نوفل کا دل چاہا اس کے دانت توڑ دے۔

اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ اسے اتنا برا کیوں لگ رہا تھا۔ اندر آکر نوفل بے چینی سے ادھر سے ادھر پھرتا رہا۔ سبطین صوفے پر نیم دراز کب سے اس کی حرکات دیکھ رہا تھا جو کبھی کچن میں جا رہا تھا' کبھی کمرے میں۔

"نوفل! تمہیں آخر پریشانی کس بات کی ہے۔" آخر اس نے پوچھ لیا۔

"یار! وہ رشتے والے کیوں آئے ہیں' اس کا رشتہ طے نہ ہو جائے۔" وہ پریشانی سے بولا تو سبطین حیران رہ گیا۔

"تو واقعی سیریس ہے اس کے بارے میں۔"

"تو تجھے کیا لگتا ہے' مجھے پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے جو میں سارے گھر میں چکراتا پھر رہا ہوں۔"

"پاگل ہو تم بھی یار! کہاں وہ تمہیں پسند نہیں تھی اور کہاں ایک جھلک کے بعد تم اسے کھونے سے ڈر رہے ہو۔"

"تمہارے پاس کوئی حل ہے تو منہ کھولو ورنہ منہ بند کر لو۔" وہ جل کر بولا تو سبطین شرارتی انداز میں مسکرا دیا۔

"اس بات کا بہترین حل انکل کے پاس ہے' وہی ہیں جو تمہاری نیا پار لگا سکتے ہیں۔"

"اب کس منہ سے ان سے بات کروں۔"

"اسی تھوبڑے کے ساتھ بات کر جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گردن کے اوپر فٹ کیا ہے۔" کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے شاہد صاحب کا نمبر ملایا تھا۔

"ہاں برخودار! تمہیں کہاں سے باپ کی یاد آگئی۔" ان کے طنزیہ انداز پر نوفل نے بے چارگی سے سبطین کا منہ دیکھا۔

"ابو! یاد تو آپ کو روز کرتا ہوں۔" اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کیسے شروع کرے پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"ابو! خاور انکل آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔"

"یاد تو میں بھی اسے کرتا ہوں لیکن سوچتا ہوں' کس منہ سے اس سے بات کروں' تم نے مجھے بات کرنے کے قابل نہیں چھوڑا۔" ان کی بات سے

فل کوبات کرنے کاموقع مل گیا تھا۔
"ابو! اسی لیے فون کیا ہے آپ نے ان کی بیٹی کی ت کی تھی۔ مجھے منظور ہے آپ ان سے بات کر ل۔" وہ جلدی سے بولا 'مبادا وہ کوئی اور بات نہ کر یں۔

"اب کیا بات کروں جس وقت کرنا تھی 'اس وقت ہ نے منع کردیا۔" وہ بھی اس کے باپ تھے۔

"ابو اب کرلیں نا پلیز۔" کہہ کر اس نے جلدی ے فون بند کردیا اور گہرا سانس لیا۔ جیسے کوئی بڑا بوجھ تراہو۔ جبکہ صوفے پر لیٹا سبطین اس کی کیفیت سے طف اندوز ہو رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

ظہر کی نماز کے بعد وہ ستانے لیٹ گئی تھیں تب ہی دروازے پر دستک دے کر نوید اندر داخل ہوا۔

"امی! آپ سو تو نہیں رہی تھیں۔" انہیں لیٹا دیکھ کر وہ ہی رک گیا۔

"نہیں 'ویسے ہی لیٹی تھی تم آؤ۔" وہ لیٹے سے اٹھ بیٹھیں۔ وہ آکر ان کے قریب بیٹھ گیا۔ نصرت غور سے اپنے بیٹے کا چہرہ دیکھنے لگیں جو یقیناً "ان سے کوئی بات کرنے آیا تھا۔ لیکن کیا بات۔ یہ انہیں معلوم نہیں تھا۔

"امی! فاریہ کے بارے میں کیا سوچا ہے آپ نے۔"

"فاریہ کے بارے میں کیا سوچنا ہے۔" وہ حیران ہو کر بولیں۔

"میرا مطلب ہے 'اس کی شادی کے بارے میں کیا سوچا آپ نے؟ کیا اس کی شادی نہیں کرنی۔"

"کرنی ہے کیوں نہیں کرنی پر کوئی اچھا رشتہ تو ہو۔"

"امی ایک رشتہ ہے تو۔" کچھ دیر بعد وہ رک رک کر بولا۔

"کون۔" وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھنے لگیں۔

"ثمرہ کا بھائی ناصر۔" نصرت نے گہرا سانس لیا انہیں نوید سے یہی امید تھی۔

"تم سے ثمرہ نے کہا ہوگا۔" انہوں نے سوال کیا۔

"ثمرہ نے پہلے بھی بات کی تھی۔ کل رات کو پھر کی ہے 'وہ کافی زور دے رہی ہے۔"

"اس کی چھوڑو۔ تم اپنی بتاؤ۔ تمہیں ناصر فاریہ کے لیے ٹھیک لگتا ہے۔" ان کے سوال پر کچھ دیر کے لیے وہ جواب ہی نہیں دے سکا۔

"ناصر میں ایسی کیا خوبی ہے جو میں اپنی بیٹی اس کے ساتھ بیاہ دوں۔ جاب وہ کوئی کرتا نہیں۔ کوئی ٹھکانہ اس کا نہیں۔ ہر وقت تو وہ یہاں پایا جاتا ہے شادی کے بعد وہ کہاں رکھے گا اپنی بیوی کو اور کہاں سے کھلائے گا۔ اب یہ تو نہیں کہ ناصر ثمرہ کا بھائی ہے تو میں اپنی بیٹی کنویں میں دھکیل دوں۔" وہ ناراضی سے بولیں۔

"امی! میں نے ویسے ہی ایک بات کی تھی۔" نوید شرمندگی سے بولا۔

"بات کرنے سے پہلے سوچ ہی لیتے 'کیا بات کرنے لگے ہو اور کس کے بارے میں کرنے لگے ہو۔ فاریہ تمہاری بہن ہے جس کو تم نے بیٹیوں کی طرح پالا ہے۔" نوید سر جھکا کر رہ گیا۔

"امی! ثمرہ بار بار کہہ رہی تھی تو میں نے بات کر لی۔" نوید بات کرکے شرمندہ تھا۔

"ثمرہ تمہیں کنویں میں چھلانگ لگانے کے لیے کہے گی تو تم کنویں میں چھلانگ لگادو گے۔" نوید سر جھکا کر رہ گیا۔

"میں نے رشتہ کروانے والی عورت سے کہہ رکھا ہے اگر تمہاری بیوی ہونے دے تو وہ پچھلے دنوں ایک رشتہ لے کر آئی تھی لیکن تمہاری بیوی نے پتا نہیں ان سے کیا کہا' وہ دوبارہ پلٹ کر نہیں آئے۔ اچھا ہوا تم نے خود بات کرلی۔ اپنی بیوی کو سمجھاؤ' یہ فضول حرکتیں چھوڑ دے۔ ایسی اوچھی حرکتیں کرنے سے میں اپنی بیٹی کا رشتہ اس کے نکمے بھائی سے نہیں کرنے والی۔"

"جی امی! آپ غصہ نہ کریں میں اسے سمجھا دوں گا۔" اور لگتا تھا نوید نے کچھ زیادہ اچھی طرح بیوی کو سمجھا دیا تھا۔ شام تک اس کا موڈ بہت خراب تھا کچن

میں کام کرتے ہوئے وہ مسلسل بڑبڑاتی رہی تھی۔
"اپنی بیٹی کو پتا نہیں کیا سمجھتے ہیں۔ کہیں کی شہزادی ہے نا، جس کے لیے کوئی شہزادہ اترے گا ——— میرا بھائی نکما ہے تو ان کی بیٹی جیسے بڑی حور پری ہے۔ دیکھتی ہوں کون سا آفیسر ملتا ہے میرے بھائی کو بھی کوئی رشتوں کی کمی نہیں۔" فاریہ کتنی دیر تک ثمرہ کی بڑبڑاہٹ سنتی رہی پھر تنگ آ کر اٹھ کر کمرے میں آ گئی۔
"یہ بھابھی کو کیا ہوا ہے۔ مسلسل بولتی جا رہی ہیں اور قصیدہ بھی میری شان میں پڑھ رہی ہیں حالانکہ آج تو میرا ان کا سامنا بھی نہیں ہوا۔" وہ نصرت کے سامنے کھڑی ہو کر بولی۔
"دوپہر میں نوید آیا تھا ناصر کا رشتہ لے کر، میں نے بھی اچھی خاصی سنائیں اسے 'دماغ خراب ہو گیا ہے اس کا اور اس کی بیوی کی حرکت بھی بتائی۔ اس نے جا کر کچھ کہا ہو گا تب ہی جلے توے پر بیٹھی ہے تمہاری بھابھی۔
"اوہ! تو آپ نے بھائی کو منع کر دیا نا۔"
"تو اور کیا نہ کرتی۔"
"نہیں امی! آپ نے بہت اچھا کیا۔" فاریہ نے جیسے شکر ادا کیا۔
"اب تم کدھر جا رہی ہو۔"
"بھابھی تو اب رات تک یونہی بولتی رہیں گی۔ میں شرمین کی طرف جا رہی ہوں۔" وہ کہہ کر جلدی سے باہر نکل گئی۔ وہ فی فی کو گود میں اٹھائے گیٹ میں داخل ہونے لگی تھی کہ فی فی نے چھلانگ لگا دی، وہ اسے پکڑنے کے لیے آگے جھکی جب زور سے اس کا سر کسی سے ٹکرایا۔ اسے صحیح معنوں میں دن میں تارے نظر آ گئے مقابل کو بھی ٹکر زور سے لگی تھی تب ہی وہ بلبلایا تھا۔
"نظر نہیں آتا جو پاگلوں کی طرح ٹکر مارتے پھر رہے ہیں۔" غلطی فاریہ کی تھی پھر بھی وہ سر کو تھامتے ہوئے اگلے بندے پر چڑھ دوڑی اور سامنے والے پر نظر پڑتے ہی اس کا غصہ اور سوا ہو گیا۔ اس کے سامنے ماتھے پر بل ڈالے سبطین کھڑا تھا۔
"نظر تو مجھے آپ کی کمزور لگتی ہے بلکہ ن
ساتھ دماغ میں بھی کچھ خلل محسوس ہوتا ہے
آپ لوگوں سے ٹکراتی پھرتی ہیں۔"
"ٹکراتی میں ہوں۔" انگلی سے اپنی طرف ا
کیا۔
"تو اور کیا۔"
"میں اپنی بلی کو پکڑ رہی تھی، آپ سامنے آ
آپ ہٹیں سامنے سے۔"
سبطین نے کچھ حیرت سے اس بددماغ لڑکی کو د
جو بلی کو اٹھا کر اندر چلی گئی تھی۔ وہ کھولتے ہوئے د
کے ساتھ پارک میں نکل گیا۔ کچھ دیر پارک میں بیٹھ
بچوں کو کھیلتے دیکھتا رہا اور کچھ دیر بعد وہاں سے بور ہو
اٹھ گیا۔
واپسی میں لان میں کوئی نہیں تھا، البتہ بلی بڑ
مزے سے لان میں گشت کر رہی تھی۔ وہ اند
جاتے جاتے رک گیا۔ اس نے مڑ کر بلی کو جانچتی
نظروں سے دیکھا اور پھر ان ہی نظروں سے چاروں
طرف دیکھا۔ دور دور تک کوئی نہیں تھا وہ مسکرا کر بلی
کی طرف بڑھا۔ وہ جب اندر آیا تو نوفل صوفے پر نیم
دراز تھا۔ سبطین پر نظر پڑتے ہی وہ چونک کر اٹھا تھا۔
"یہ کس کی بلی لے کر آئے ہو۔"
"اپنی ہی سمجھو۔" سبطین نے پیار سے بلی کی پشت کو سہلایا۔
"بتا بھی تو چلے۔" نوفل اب غور سے بلی کو دیکھ رہا تھا جو سبطین کے ہاتھوں میں مطمئن ہو کر بیٹھی تھی۔
"میں باہر سے آ رہا تھا تو یہ راستے میں کھڑی تھی۔ کہنے لگی، میں بھولی ہوں۔ مجھے بھی ساتھ لے چلو تو میں اسے لے آیا۔"
"واہ۔" نوفل [illegible]
"اب تم اتنے [illegible] ہو گئے کہ بلی کی زبان بھی سمجھنے لگے ہو۔"
"بھئی، [illegible] کس بات پر ہے۔ اتنی پیاری اور [illegible] ہے۔" سبطین نے بلی کو نیچے

دیا تو وہ چلتی ہوئی نوفل کے قدموں کے پاس آکر
اکانے لگی۔
"لگتا ہے بلی کو تم پسند آئے ہو۔" سبطین کے
ڈراتی انداز پر نوفل سر جھٹک کر بلی کے سر پر ہاتھ
پھیرنے لگا۔ سبطین مسکرا کر کچن میں چلا گیا۔ واپسی
میں اس کے ہاتھ میں پیالہ تھا جس میں دودھ تھا۔ اس
نے پیالہ زمین پر رکھا بلی بھاگتی ہوئی آئی تھی اور دودھ
پینے لگی۔ سبطین چوکڑی مار کر زمین پر اس کے پاس
بیٹھ گیا۔

"لگتا ہے تمہاری مالکن کافی ظالم عورت ہے۔
تمہیں کھانے پینے کو نہیں دیتی تب ہی تو تم اتنی کمزور
ہو۔" نوفل نے حیرت سے موٹی تازی بلی کو دیکھا جو
کسی زاویے سے کمزور نہیں لگ رہی تھی۔ بلی نے
پیالہ خالی کر دیا تھا۔ اب وہ مزے سے کمرے میں گھوم
رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

فاریہ حواس باختہ سی اندر داخل ہوئی تو شرمین
حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔
"تمہیں کیا ہوا؟ اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو۔"
"فی فی نہیں مل رہی۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔
"یہیں ہو گی کہاں جائے گی۔" شرمین بھی اس کے
ساتھ باہر لان میں نکل آئی۔ انہوں نے سارا گھر
چھان مارا۔
فی فی کا کچھ پتا نہیں تھا۔ تھک کر فاریہ رونے لگی
تھی۔ شرمین نے پریشانی سے اسے دیکھا۔
"مل جائے گی فاریہ! اس میں رونے والی کیا بات
ہے۔ ہو سکتا ہے گھر چلی گئی ہو۔" شرمین کے کہنے پر
فاریہ نے تیزی سے آنسو صاف کیے۔
"میں دیکھ کر آتی ہوں۔" وہ گھر آئی تو کنیز کپڑے
دھو رہی تھی۔
"کنیز! تم نے فی فی کو دیکھا؟"
"نہیں باجی! وہ تو آپ کے ساتھ گئی تھی۔"
"ہاں میرے ساتھ گئی تھی۔ شرمین کے گھر تھی


پیارے بچوں کے لئے

چھوٹی چھوٹی کہانیاں

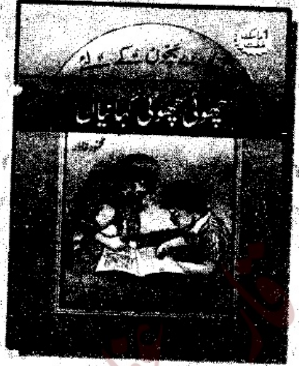


بچوں کے مشہور مصنف

محمود خاور

کی لکھی ہوئی بہترین کہانیوں
پر مشتمل ایک ایسی خوبصورت کتاب جسے
آپ اپنے بچوں کو تحفہ دینا چاہیں گے۔

ہر کتاب کے ساتھ 1 ماسک مفت

قیمت -/300 روپے
ڈاک خرچ -/50 روپے

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37 اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

وہاں سے پتا نہیں کہاں چلی گئی۔"

فاریہ نے ایک بار پھر رونا شروع کر دیا۔ "پتا نہیں کہاں ہوگی۔"

باجی روئیں نہیں مل جائے گی' چلیں میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔" ان دونوں نے کالونی کے ہر گھر میں پتا کیا۔ پارک بھی دیکھ لیا۔ دوپہر سے شام ہوگئی لیکن فی فی کا کچھ پتا نہیں چلا۔

☼ ☼ ☼

نوفل کب سے سبطین کو دیکھ رہا تھا۔ جو بلی کی ناز برداریوں میں مصروف تھا اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد بلی سے باتیں بھی کر رہا تھا۔ تب ہی دروازے پر دستک ہوئی۔ نوفل نے ایک نظر سبطین کو دیکھا جو بلی کو گود میں لیے پتا نہیں کون سی لوریاں سنا رہا تھا۔

"اگر کوئی بلی کا پوچھے تو نہ بتانا۔"

"کیوں؟" نوفل حیران ہو کر بولا۔

"بس کہا ہے ناں۔" وہ بلی کو اٹھا کر اندر لے گیا۔ نوفل نے حیران ہوتے ہوئے دروازہ کھولا۔ سامنے کنیز اور فاریہ کھڑی تھیں۔

"نوفل بھائی! یہاں کوئی سفید رنگ کی بلی تو نہیں آئی؟" نوفل نے گڑبڑا کر پیچھے دیکھا جہاں سے سبطین آرہا تھا۔

"نہیں' یہاں تو کوئی بھی نہیں آئی۔ کیوں خیریت ہے۔" سبطین نے بھولا بن کر پوچھا۔

"فاریہ باجی کی بلی تھی۔ ادھر لان میں گھوم رہی تھی' وہاں سے پتا نہیں کہاں چلی گئی۔" سبطین نے کنیز سے نظر ہٹا کر فاریہ کو دیکھا تو چونک گیا۔ رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سوج چکی تھیں۔

"تھینک یو' آپ کو ڈسٹرب کیا۔" وہ مایوس ہو کر بولی۔ ان کے جاتے ہی نوفل نے سبطین کی کلاس لی تھی۔

"تمہیں شرم نہیں آتی کسی کی بلی چھپاتے ہوئے۔ دیکھ نہیں رہے' اس لڑکی کا رو رو کر کتنا برا حال ہے۔"

"اچھی بات ہے' محترمہ کا تھوڑا دماغ [illegible] لگے۔ اپنے آپ کو بڑی توپ چیز سمجھتی ہیں۔" [illegible] نے جیسے نوفل کی بات کو ہوا میں اڑا دیا۔

"کدھر ہے بلی۔" نوفل کے پوچھنے پر سبط[illegible] چونک کر سیدھا ہوا۔

"اسے تو میں باتھ روم میں بند کر آیا تھا۔" وہ [illegible] دم اٹھ کر بھاگا۔

واپسی میں بلی اس کے ہاتھوں میں تھی۔

"اتنی تیز ہے' پانی کے ٹب میں چھلانگ لگانے کی کوشش کر رہی تھی۔" سبطین نے بلی کے بالوں [illegible] جھاڑتے ہوئے بتایا۔

"سبطین یار! اچھا نہیں لگتا۔ پتا نہیں یہ بلی اس لڑکی کے لیے کتنی خاص ہے جو وہ اتنا رو رہی تھی اسے واپس کر آؤ۔"

یار! اس لڑکی نے بہت دفعہ میرے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔"

"چلو یار! تم اگنور کر دو' بلی واپس کر دو۔" سبطین نے برا سا منہ بنایا۔ پہلے جا کر اس نے باہر جھانکا' وہاں کوئی نہیں تھا پھر بلی کو اٹھا کر تیزی سے باہر نکلا' وہ دونوں پارک کی طرف جا رہی تھیں۔

"ایکسکیوز می۔" کی آواز پر فاریہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور فی فی کو سبطین کی گود میں دیکھ کر وہ بے ساختہ اس کی طرف بڑھی تھی۔

"یہ آپ کو [illegible] ملی؟" اس نے سبطین سے پوچھا۔

"یہ وہیں [illegible] باہر نکلا تو یہ وہیں سیر کر رہی تھی۔"

"ہمیں تو [illegible]" کنیز نے مشکوک نظروں سے سبطین کو [illegible]

"تمہاری [illegible] ہے کنیز!" سبطین نے ایک ایک [illegible] کہا۔

"آپ کا [illegible] شکریہ۔"

"سبطین [illegible]" اس کے شکریہ ادا کرنے پر سبطین نے [illegible] دیا۔

"تھینک یو سبطین۔" فاریہ اب کی بار مسکرا کر بولی تو سبطین کی نظر جیسے اس کے چہرے پر ٹھہر سی گئی تھی۔

"لگتا ہے' آپ کو یہ بلی بہت پیاری ہے۔" اس کی خوشی دیکھ کر سبطین کو پوچھنا پڑا تھا۔

"اس کا نام فی فی ہے اور یہ مجھے بہت عزیز ہے۔ میری سالگرہ پر میرے پاپا نے مجھے گفٹ کی تھی۔ یہ میرے پاس ان کی نشانی ہے' اس وجہ سے یہ مجھے بہت پیاری ہے۔" ایک پل کے لیے سبطین کو اپنی حرکت پر شرمندگی ہوئی تھی۔

"ایک بار پھر آپ کا شکریہ۔" فاریہ نے مسکرا کر ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا۔ سبطین کو وہ مسکراتی ہوئی نہ جانے کیوں اچھی لگی۔ اس کو اس کی ہر بدتمیزی بھول گئی بس یہی یاد رہا' وہ مسکراتی ہوئی اچھی لگتی ہے۔

☼ ☼ ☼

وہ کمرے میں آئی تو خاور صاحب فون پر مصروف تھے۔ وہ بیٹھ کر ان کے فری ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ فون رکھ کر انہوں نے گہرا سانس لیا۔

"کس کا فون تھا ابو۔"

"شاہد کا فون تھا۔"

"خیریت تھی؟" وہ حیران ہو کر پوچھنے لگی۔

"تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا' کہہ رہا تھا' اس دن بات کرنے آیا تھا لیکن کسی وجہ سے نہیں کی۔ اب وہ لوگ بات کرنے آنا چاہتے ہیں۔" شرمین خاموشی سے ان کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"میں نے منع کر دیا۔" کہہ کر انہوں نے گہرا سانس لیا۔

"شاہد کو میں نے بتا دیا کہ تمہاری بات طے کر دی ہے' میں نے ٹھیک کیا نا۔"

"جی ابو۔" وہ سر جھکا کر بولی تو وہ غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگے۔

"نوفل مجھے پسند ہے لیکن اب میں ان لوگوں سے بات کر چکا ہوں۔ وہ لوگ بھی اچھے لگ رہے ہیں۔ لڑکے کا اپنا کاروبار ہے۔ کھاتے پیتے لوگ ہیں' ویسے بھی نوفل کا ٹی وی میں کام کرنا مجھے پسند نہیں پھر بھی سمجھ نہیں پا رہا' میں نے ٹھیک کیا یا غلط۔ شاہد کو منع کر کے میرا دل برا ہو گیا ہے۔" وہ کہہ کر پیشانی مسلنے لگے تو شرمین اٹھ کر ان کے قریب آ گئی۔

"ابو! آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ نے جو بھی فیصلہ کیا ہے' وہ ٹھیک ہے۔"

"تم خوش ہو نا۔" وہ ایک بار پھر اس کا چہرہ دیکھنے لگے۔

"جی ابو۔" وہ نظریں جھکا کر بولی تو خاور صاحب سر ہلا کر رہ گئے۔

☼ ☼ ☼

وہ خاموشی سے دوسری طرف کی بات سن رہا تھا۔

"تمہاری وجہ سے اتنی اچھی لڑکی ہاتھ سے نکل گئی۔ پتا ہے' مجھے کتنی شرمندگی ہوئی خاور سے بات کرتے ہوئے۔ کیا سوچتا ہو گا وہ' پہلے بات کی پھر مکر گئے' اب پھر آ گئے۔ اس نے اپنی بیٹی کی بات طے کر دی ہے۔ اب ظاہر ہے ہم نے نہیں کی تھی' اس نے کہیں تو کرنی تھی پر مجھے بہت افسوس ہے۔ مجھے وہ بچی بہت پسند آئی تھی اور ایک بات۔" وہ تیزی سے بولی۔

"میں تمہیں منع کرتا تھا ٹی وی میں کام کرنے سے' دیکھ لو' خاور نے بھی یہی کہا اسے تمہارا یہ کام پسند نہیں شاید یہ وجہ بھی ہے اس کے انکار کی۔" وہ ان کی ساری گفتگو خاموشی سے سنتا رہا۔ کچھ نہیں بولا تھا۔

"اب کچھ بولو گے بھی یا نہیں۔"

"کیا بولوں اب۔" وہ دھیمی آواز میں بولا۔ اس کا لہجہ محسوس کر کے وہ خاموش ہو گئے۔

"تمہیں افسوس ہوا ہے؟" شاہد صاحب اس سے پوچھ رہے تھے' وہ اب بھی خاموش رہا تھا پھر بولا۔

"ابو! میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔"

"کیا کہہ رہے تھے انکل۔" کب سے خاموشی سے دیکھتا سبطین' نوفل سے پوچھنے لگا۔

"اس کی بات کہیں اور طے ہو گئی ہے۔"

"اب۔" سبطین نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا جو فون سننے کے بعد بالکل خاموش ہو گیا تھا۔

"میرا خیال ہے، تمہیں خاور انکل سے بات کرنی چاہیے۔"

"نہیں، اب یہ مناسب نہیں لگتا۔" نوفل نے سبطین کی رائے مسترد کر دی اور خود اٹھ کر باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

ان دونوں نے سوسائٹی کا کلب جوائن کیا تھا۔ سبطین نوفل کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے زبردستی اسے ساتھ لے آیا تھا۔ وہاں ان کی ملاقات فاریہ سے ہوئی، وہ بھی اس کلب کی ممبر تھی۔

"کیسی ہیں آپ؟" اسے دیکھ کر سبطین خود ہی اس کی طرف آ گیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہیں۔"

"اللہ کا شکر ہے، آپ کی فی فی کیسی ہے۔ اب تو آپ کو بتائے بغیر کہیں نہیں گئی۔" سبطین کی بات سن کر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"نہیں، میرے ساتھ ہے۔ وہ دیکھیں۔" اس نے پاس پھرتی فی فی کی طرف اشارہ کیا۔

"لگتا ہے، یہ آپ کی بیسٹ فرینڈ ہے۔"

"جی کہہ سکتے ہیں۔" وہ فی فی کو گود میں اٹھاتے ہوئے بولی۔

"سنیں۔"

"جی۔" وہ مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کہیں انگیجڈ تو نہیں؟"

"کیوں؟" فاریہ نے آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔

"جنرل نالج کے لیے پوچھ رہا ہوں۔" سبطین نے مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا۔

"آپ جنرل نالج پر نہیں، کوئی کام کاج کرنے پر غور کریں۔" سبطین سر کھجا کر رہ گیا۔

☼ ☼ ☼

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔" خاور صاحب نے پریشانی سے سامنے بیٹھی عورت کو دیکھا جن کے بیٹے کے ساتھ کچھ دن پہلے انہوں نے شرمین کی بات طے کی تھی۔

"بھائی جی! سچ بات کہنے میں شرم نہیں کرنی چاہیے۔ میرا بیٹا نیا کاروبار شروع کرنا چاہ رہا ہے۔ اس کے لیے سرمائے کی ضرورت ہے، کل کو شادی ہونی ہے تو جو آپ کا ہے، وہ آپ کی بیٹی کا ہی ہو گا تو جو آپ نے بعد میں دینا ہے، وہ آپ ابھی دے دیں، ہمیں بھی فائدہ ہو جائے گا۔"

"یہ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، جو بھی میرا ہے میری بیٹی کا ہے لیکن پہلے سے مطالبہ کرنا کیا مناسب لگتا ہے۔"

"بھائی صاحب! مناسب لگا ہے تو آپ سے کہہ رہے ہیں۔" وہ خاتون شرمندہ ہونے کو تیار نہیں تھیں۔

"آپ مجھے سوچنے کا موقع دیں۔"

"سوچ لیں بھائی صاحب! لیکن انجام کے ذمے دار آپ خود ہوں گے اگر آپ کو ہماری شرط منظور نہیں تو آپ اس رشتے سے انکار سمجھیں۔" وہ دو ٹوک انداز میں بات کر کے کھڑی ہو گئیں جبکہ خاور صاحب سے کتنی دیر تک اپنی جگہ سے ہلا نہیں گیا۔

☼ ☼ ☼

انہیں اپنے جلد بازی کے فیصلے پر افسوس ہو رہا تھا۔ اس رشتے کے دوران نوفل کا رشتہ بھی آیا تھا جسے انہوں نے سوچے سمجھے بغیر انکار کر دیا تھا۔ اگر انہیں ذرا سا بھی اندازہ ہوتا کہ یہ لوگ اتنے لالچی ہیں تو وہ کبھی شرمین کا رشتہ وہاں طے نہ کرتے۔ انہوں نے بہت سوچنے کے بعد ان لوگوں کو انکار کہلوا دیا تھا۔ جواباً وہ خاتون گھر آ کر ان کو اتنی باتیں سنا کر گئی تھیں کہ وہ شرمین کے سامنے شرمندہ ہو کر رہ گئے تھے۔ انہیں اپنا آپ شرمین کا مجرم لگنے لگا تھا جنہوں نے جائیداد ان کے نام نہ کر کے شرمین کی زندگی خراب کر دی تھی۔

آج اتوار کا دن تھا۔ وہ کب سے شرمین کو دیکھ رہے تھے جو سارے کام مکمل خاموشی سے کر رہی تھی۔ خاموش طبع تو وہ پہلے بھی تھی لیکن اس دن کے بعد اس کی چپ زیادہ لمبی ہو گئی تھی۔ انہیں عجیب سے پچھتاوے کا احساس ہونے لگا۔ اچانک انہیں اپنے دل میں درد محسوس ہوا۔ شرمین کچن سے باہر نکلی تو اس کی نظر خاور صاحب پر پڑی جن کا رنگ بالکل سفید پڑ گیا تھا اور وہ ایک ہاتھ سے اپنے سینے کو مسل رہے تھے۔

"ابو! ابو جی کیا ہوا آپ کو۔" وہ بھاگ کر ان کے پاس آئی تھی۔ انہوں نے مسکرا کر تسلی دینے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ ان کا درد بڑھتا جا رہا تھا۔ شرمین گھبرا کر سیدھی ہوئی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کیا کرے۔

"ابو! کیا ہو رہا ہے۔ کچھ تو بولیں۔" وہ خود بھی ان کا سینہ سہلانے لگی۔ لیکن اب ان کا سانس بھی اکھڑنے لگا تھا۔ وہ الٹے قدموں باہر کی طرف بھاگی۔ اب وہ انیکسی کا دروازہ بجا رہی تھی۔ وہ پاگلوں کی طرح دروازے کو پیٹنے لگی۔ نوفل نے غصے سے دروازہ کھولا لیکن اس پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے۔

"آپ۔" وہ حیران ہوا۔

"ابو کو پتا نہیں کیا ہوا ہے، ان کی طبیعت ٹھیک نہیں۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ نوفل پریشانی سے اس کے پیچھے بھاگا۔ جب وہ اندر آیا خاور صاحب بے ہوش ہو چکے تھے۔ شرمین کی چیخ نکل گئی تھی۔ نوفل نے ان کی نبض ٹٹولی جو بہت آہستہ چل رہی تھی۔ وہ سبطین کو بلانے بھاگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ انہیں ہاسپٹل لے کر جا رہے تھے۔

اسے مسلسل روتے اور پریشان دیکھ کر نوفل کو اس کے پاس آنا پڑا۔

"ڈاکٹر انکل کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"ابو ٹھیک ہو جائیں گے نا۔" وہ روتے ہوئے پوچھنے لگی نوفل کو اس پر بے حد ترس آیا تھا۔ اسے بیک وقت اس پر پیار بھی آرہا تھا اور ترس بھی۔

"وہ ضرور ٹھیک ہو جائیں گے، آپ بیٹھ جائیں۔" اس نے بنچ کی طرف اشارہ کیا وہ مسلسل تین گھنٹوں سے کھڑی تھی۔ تب ہی سبطین چائے کے ساتھ سینڈوچ لے آیا۔ اس کی طرف کپ اور سینڈوچ بڑھایا تو اس نے انکار کر دیا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔"

"بھوک نہیں پھر بھی کھانا پڑے گا۔" نوفل نے زور دے کر کہا تو شرمین نے ایک نظر اسے دیکھ کر کپ اور سینڈوچ تھام لیا۔

"ویسے اچانک انکل کو ہوا کیا تھا، کوئی پریشانی تھی؟" سبطین اس سے پوچھ رہا تھا۔

"پریشانی۔" اس نے زیر لب دہرایا اور ایک نظر دونوں کو دیکھ کر سر نفی میں ہلایا۔ خاور صاحب کو ہوش آ گیا تھا، ان کو انجائنا پین ہوا تھا اور اب انہیں کمرے میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ نوفل اور سبطین نے ان کا اتنا ساتھ دیا تھا کہ خاور صاحب ان کے ممنون ہو گئے تھے۔

☼ ☼ ☼

اس دن وہ گھر میں اکیلی تھی، ابھی کھانا تیار کر کے اسے ہاسپٹل جانا تھا جب ڈور بیل کی آواز پر وہ چونک کر دیکھنے لگی۔ اس وقت عموماً کوئی آتا نہیں تھا۔ وہ باہر نکل آئی۔ گیٹ کے سوراخ سے اس نے جھانک کر دیکھا۔ باہر بڑی بڑی مونچھوں والا آدمی کھڑا تھا جسے دیکھ کر وہ ڈر گئی تھی۔ بیل دوبارہ ہوئی تھی۔ تب ہی بیل کی آواز سن کر نوفل باہر نکل آیا تھا۔ اسے یوں گیٹ کے سامنے کھڑے دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا۔

"کیا بات ہے، آپ گیٹ کیوں نہیں کھول رہیں۔" وہ واقعی حیران ہوا تھا۔

"باہر ایک آدمی ہے۔" وہ گھبرا کر بولی۔ نوفل نے ایک گہری نظر اس کی گھبرائی صورت پر ڈالی اور مسکرا دیا۔

"آپ جائیں، میں دیکھ لیتا ہوں۔" وہ تیزی سے

اندر کی طرف بڑھی تھی۔

"جی فرمائیے۔" نوفل نے آنے والے کو سر سے پیر تک دیکھ کر پوچھا۔ وہ شخص اس کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"خاور صاحب سے ملنا تھا۔"

"وہ تو گھر پر نہیں، مجھے بتائیں ان سے کیا کام ہے آپ کو۔"

"آپ کون ہیں، پہلے تو کبھی آپ کو نہیں دیکھا۔"

"میں خاور صاحب کا رشتہ دار ہوں، یہیں رہتا ہوں۔"

"میں ان کی دو دکانوں کا کرایہ دینے آیا ہوں۔"

"لائیں، مجھے دے دیں۔" وہ تھوڑا کشمکش کا شکار لگ رہا تھا۔

"اگر آپ کو اعتبار نہیں تو آپ پھر آ کر دے دیں۔"

"نہیں۔ اب میں بار بار نہیں آ سکتا۔ یہ پچاس ہزار ہے۔ گن لیں اور خاور صاحب کو بتا دیں شکور آیا تھا۔" وہ اسے پیسے پکڑا کر چلا گیا تو وہ گیٹ بند کر کے اندر آ گیا۔ دروازہ کھٹکھٹا کر وہ باہر ہی کھڑا ہو گیا۔ شرمین باہر آئی تھی۔

"یہ باہر کوئی شکور آیا تھا۔ انکل کے لیے یہ پیسے دے کر گیا ہے۔ پچاس ہزار ہیں، گن لیں۔" وہ اسے پیسے پکڑاتے ہوئے بولا۔

"شکریہ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو۔"

"تو کچھ بھی نہ ہوتا۔" وہ اس کا جملہ اچک کر بولا۔

"آپ سب لوگوں سے یونہی ڈرتی ہیں۔" وہ اس کا ڈر سمجھ کر بولا تو وہ جھینپ گئی۔

"میں ہاسپٹل جا رہا ہوں، آپ کو چلنا ہے۔"

نہیں، میں ابھی کھانا بنا رہی ہوں۔

"میں انتظار کر لوں گا۔"

"نہیں، میں فاریہ کو کہہ چکی ہوں۔" نوفل نے کوشش نہیں کی۔ وہ سمجھ گیا وہ اس کے ساتھ نہیں جانا چاہتی۔

☆ ☆ ☆

"بیٹا! اب میں ٹھیک ہوں۔ تم تھوڑی دیر گھر آرام کر لو۔" خاور صاحب نے مسکرا کر شرمین کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھا۔ ان تین دنوں میں وہ گھن چکر بن کر رہ گئی تھی۔

"نہیں ابو! میں ٹھیک ہوں۔" وہ مسکرا کر بولی، وہ سوپ نکال کر ان کے قریب بیٹھ گئی اور تھوڑا تھوڑا کر کے انہیں پلانے لگی۔

"اسلام علیکم انکل! اب کیسی طبیعت ہے۔" تب ہی نوفل اندر داخل ہوا تھا۔

"اب تو بیٹا! بہت بہتر ہوں۔ تمہارا شکریہ ادا کرنا تھا۔ تم اتنا ٹائم نکال کر میرے لیے آتے ہو۔"

"شرمندہ کر رہے ہیں انکل! آپ ہم ایک ہی گھر میں رہتے ہیں اور آپ میرے انکل بھی ہیں۔ آپ کی طبیعت خراب ہے اور میں گھر مزے سے بیٹھ جاؤں، ایسا تو ہو نہیں سکتا۔" وہ مسکرا کر بولا تو خاور صاحب نے پیار سے اسے دیکھا۔

"میں نے ابو کو بھی بتایا آپ کی طبیعت کی خرابی کے بارے میں۔ وہ بھی پرسوں آ رہے ہیں۔"

"تم نے خواہ مخواہ شاہد کو تکلیف دی۔"

"انکل پلیز، بار بار تکلیف کا لفظ استعمال کر کے ہمیں غیر نہیں کریں۔ اب آپ آرام کریں۔ کل آپ کو ڈسچارج بھی کر دیں گے۔ میں ڈاکٹر سے بھی مل کر آیا ہوں۔"

"تھینک یو بیٹا۔"

"پھر انکل۔" وہ مسکرا کر بولا تو وہ بھی مسکرا دیے۔

"بیٹا! تم گھر جا رہے ہو تو شرمین کو بھی گھر چھوڑ دو، دو دن سے اس نے بالکل آرام نہیں کیا۔" نوفل نے شرمین کی طرف دیکھا جس نے گھبرا کر باپ کو دیکھا تھا۔

"لیکن ابو۔"

"جاؤ بیٹا! آرام کر لو، میں اب ٹھیک ہوں۔ تم صبح آ جانا، نوفل اپنا ہی بچہ ہے بے فکر ہو کر جاؤ۔" اس کا گریز محسوس کر کے انہوں نے تسلی دی تو وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

گاڑی چلاتے ہوئے اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو دونوں ہاتھ گود میں رکھے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔

"آپ اب بھی پریشان ہیں' اب تو انکل بالکل ٹھیک ہیں۔"

"ہوں۔" وہ آنسو ضبط کرتے ہوئے بولی۔

"آپ رو رہی ہیں۔" وہ حیران پریشان ہو کر بولا۔

"میں بہت ڈر گئی تھی۔ ابو کے علاوہ اس دنیا میں میرا کوئی نہیں اگر انہیں کچھ ہو جاتا تو میں جیتے جی مر جاتی۔" یہ کہتے ہوئے آنسو آنکھوں سے باہر آ گئے تھے۔ نوفل نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"لیکن اب انکل ٹھیک ہیں۔" تھوڑی دیر بعد وہ بولا تو اپنی بے اختیاری پر شرمندہ ہو کر اس نے آنسو صاف کر لیے۔

"آپ کا منگیتر کیسا ہے۔" نوفل کے پوچھنے پر شرمین نے چونک کر اسے دیکھا۔ جو سیدھا دیکھتے ہوئے کار چلا رہا تھا۔

"میرا کوئی منگیتر نہیں۔" اب کی بار نوفل نے چونک کر اسے دیکھا۔

"لیکن انکل نے تو ابو سے کہا تھا کہ آپ کی بات طے ہو گئی ہے۔"

"جی۔ لیکن ابو نے بات ختم کر دی شاید اسی لیے ان کی طبیعت خراب ہوئی تھی۔" وہ دھیمے لہجے میں کہہ کر انگلیاں چٹخانے لگی جبکہ نوفل کا دل چاہ رہا تھا۔ وہ بھنگڑا ڈالے' اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ قسمت یوں اس پر مہربان ہو سکتی ہے۔

"شرمین! میں گھما پھرا کر بات نہیں کروں گا۔ مجھے آپ بہت اچھی لگتی ہیں' جب سے آپ کو دیکھا ہے' آپ کے علاوہ کسی کے بارے میں نہ سوچا ہے اور نہ دیکھا ہے۔ میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں امی ابو کو انکل کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں' اس امید پر کہ اس بار انکار نہیں ہو گا۔" شرمین کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا بولے۔ وہ گھبرا کر انگلیاں چٹخانے لگی۔

"آپ نے جواب نہیں دیا۔"

"میں کیا جواب دوں' آپ ابو سے بات کر لیں۔"

"انکل سے تو میں بات کر لوں گا' پہلے آپ کی مرضی تو جان لوں۔ آپ یہ بتائیں۔ میں آپ کو پسند ہوں ناں۔" شرمین کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔ اس کی خاموشی پر وہ مزید گویا ہوا تھا۔

"انکل نے ابو سے کہا تھا' انہیں میرا ماڈلنگ کرنا پسند نہیں تو کیا آپ کو بھی پسند نہیں۔"

"آپ کو پسند ہے؟" وہ الٹا پوچھنے لگی۔

"پسند تو ہے لیکن آپ میرے لیے اتنی اہم ہیں کہ آپ کی خوشی کے لیے چھوڑ دوں گا۔"

"چھوڑ دیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"چھوڑ دیا۔" وہ بھی مسکرا کر بولا۔

"اب میں ہاں سمجھوں۔"

"ابو سے پوچھ لیں۔" وہ شرما کر بولی۔ نوفل نے مسکرا کر اس کا شرمیلا انداز دیکھا۔ اس کو اس کے سوال کا جواب مل گیا تھا۔ نوفل نے گھر آ کر پہلا کام یہ کیا تھا کہ شاہد صاحب کو فون کر کے ساری سچویشن سے آگاہ کیا تھا اور انہیں جلدی آنے کو کہا تھا۔

☆ ☆ ☆

"خاور! یہ تمہیں اچانک کیا سوجھی بیمار ہونے کی' تم نے ہماری بچی کو پریشان کر دیا۔" شاہد صاحب نے شرمین کو ساتھ لگاتے ہوئے کہا تو خاور صاحب مسکرا دیے۔

"میری چھوڑو' تم بتاؤ۔ یہ اتنی زیادہ مٹھائی کس خوشی میں لے کر آئے ہو۔" خاور صاحب نے شاہد صاحب کے لائے ہوئے مٹھائی کے ٹوکروں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"ہم یہاں صرف تمہاری عیادت کرنے نہیں آئے بلکہ اپنی بیٹی کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں۔" خاور صاحب نے کچھ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثر کے ساتھ شاہد اور ان کی بیوی کو دیکھا۔

"جی بھائی صاحب! اب کی بار ہم انکار نہیں سنیں گے۔" شاہد صاحب کی بیوی نے بھی مسکرا کر اپنا عندیہ دیا۔

"آپ کی بیٹی ہے۔" خاور صاحب نے مطمئن ہو کر کہا۔

"تو بس منگنی وغیرہ کے چکر میں نہیں پڑتے، سیدھا نکاح کر دیتے ہیں تمہارا کیا خیال ہے خاور۔"

"اتنی جلدی یار! میری تو کوئی تیاری بھی نہیں۔" اب کی بار وہ کچھ گھبرا کر بولے۔

"تیاری کیا کرنی ہے، نکاح کا جوڑا ہم لے آئیں گے۔ نکاح کے لیے لڑکی اور لڑکے کا راضی ہونا اور موجود ہونا ضروری ہے وہ دونوں ہیں۔ مسئلہ کیا ہے اور جہاں تک لین دین کی بات ہے۔" وہ رکے تو خاور صاحب کی سانسیں بھی دھیمی پڑیں۔ "ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ ہمیں بس ایک بیٹی کی ضرورت ہے، بس وہ ہمیں دے دو۔"

"آپ نے منگنی نہیں کرنی تو نہ سہی لیکن میرا تو اکلوتا بیٹا ہے اور اکلوتی بہو ہے۔ میں تو انگوٹھی پہناؤں گی۔" یہ کہہ کر ثریا نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر شاہد صاحب کے ساتھ بیٹھی شرمین کو پہنا دی جبکہ دوسرے صوفے پر بیٹھا نوفل پہلو بدل کر رہ گیا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے۔" سبطین نے اس کا ہلنا محسوس کیا تھا۔

"یار! منگنی میری ہے اور کسی نے مجھے پوچھا بھی نہیں۔"

"تمہیں اعتراض ہے تو میں ابھی منع کرتا ہوں۔" وہ اٹھنے لگا تو نوفل نے دبوچ کر اسے بٹھایا تھا۔

"ذلیل انسان! تم ہمیشہ میرا کام خراب کرنا، میں انگوٹھی پہنانے کی بات کر رہا ہوں جو امی نے پہنا دی ہے۔ اصولاً تو مجھے پہنانی چاہیے تھی۔ میں کیا یہاں جھک مارنے آیا ہوں۔"

"شکر کرو منگنی ہو گئی اور نکاح کی ڈیٹ بھی فکس ہو رہی ہے۔ مجھے دیکھو، جس کو میں پسند کرتا ہوں، اس سے ہمیشہ لڑائی ہی رہی ہے۔ اس کو اندازہ بھی نہیں ہو گا۔ میں اسے پسند کرتا ہوں۔"

"کس کی بات کر رہے ہو۔" نوفل نے چونک کر پوچھا۔

"بھابھی کی دوست، وہ بلی والی یار! مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے۔ کچھ میرے لیے بھی سوچو۔" وہ معصوم سی شکل بنا کر بولا تو نوفل کی ہنسی نکل گئی۔

"دل بھی کس کو دیا۔"

"دل سوچ سمجھ کر نہیں دیا جاتا۔ سمجھے۔" سبطین نے آنکھیں نکال کر کہا۔

"تم دونوں کون سی باتوں میں مصروف ہو۔" شاہد صاحب کے پوچھنے پر وہ دونوں سیدھے ہو کر انہیں دیکھنے لگے۔

"پرسوں نکاح رکھا ہے۔ ٹھیک ہے نوفل! تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں۔"

"نہیں ابو! مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" اس نے شرمین کی طرف دیکھ کر کہا تب ہی اس نے بھی آنکھ اٹھا کر دیکھا اور نظریں ملنے پر شرمگیں مسکراہٹ کے ساتھ سر جھکا لیا۔

☼ ☼ ☼

وہ اسٹیج سے کچھ فاصلے پر کھڑی نوفل اور شرمین کو دیکھ رہی تھی جن کا آج نکاح تھا اور دونوں کتنے خوش تھے یہ ان کے چہروں سے اندازہ ہو رہا تھا۔ تبھی نوفل کے ساتھ بیٹھے سبطین کی نظر فاریہ پر پڑی تو وہ اٹھ کر اس کے پاس آ گیا۔

"کیسی ہیں آپ۔" فاریہ نے چونک کر اسے دیکھا اور مسکرا دی۔

"میں ٹھیک ہوں اور آپ کیسے ہیں۔"

"میں فی الحال ٹھیک نہیں ہوں۔"

"کیوں مجھے تو ٹھیک نظر آ رہے ہیں۔"

"بظاہر ایسا ہے لیکن دل کا حال اچھا نہیں۔"

"کیوں دل کے حال کو کیا ہوا۔" وہ دلچسپی سے پوچھنے لگی۔

"آپ کیوں بہت لونی ہیں۔" نوفل تھوڑا بدمزہ

ہوا۔

"کیوں نہ کہا کروں۔" وہ کھلکھلا کر پوچھنے لگی۔

"کہا کریں لیکن ہر سوال کا جواب کیوں نہیں ہوتا۔ کچھ کا ہاں اور اچھا بھی ہوتا ہے۔"

"لیکن آپ نے ابھی تک کوئی ایسا سوال نہیں کیا جس کے جواب میں اچھا یا ہاں کہوں۔"

"چلیں ' ایسا سوال پوچھ لیتا ہوں۔ میں آپ کو کیسا لگتا ہوں۔"

"یہ کیسا سوال ہے۔" فاریہ نے برامان کر کہا۔

"پھر دیکھ لیں ' آپ نے سوال میں سے سوال نکال لیا۔"

"آپ نے سوال ہی ایسا کیا ہے۔" وہ کہہ کر جانے لگی۔

"پوری بات تو سن جائیں۔"

"جی بولیں۔" وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔

"پتا نہیں۔ آپ میرے بارے میں کیا سوچتی ہوں گی کیونکہ ہماری چند ملاقاتیں اچھی نہیں ہوئیں لیکن میں آپ کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں ایک اچھا انسان ہوں۔ لونگ کیئرنگ اور میری امی کا کہنا ہے کہ جس کی مجھ سے شادی ہوگی وہ بہت خوش قسمت ہوگی۔"

"اچھا۔" فاریہ نے مسکرا کر کہا "لیکن آپ یہ مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔"

"کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ وہ خوش نصیب لڑکی آپ ہوں۔"

"جی۔" وہ حیران ہوئی اور پھر نظریں چرالیں۔ پہلے کی نسبت اب اس کے انداز میں جھجک تھی۔

"میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں اپنی امی کو آپ کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں۔"

"آپ میرے بارے میں جانتے کیا ہیں۔" اب کی بار فاریہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں آپ کے بارے میں کچھ جاننا نہیں چاہتا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں ایک لڑکی جس کے چہرے پر مسکراہٹ بہت بھلی لگتی ہے اور میں ہمیشہ اس کی مسکراہٹ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔" سبطین کی نظر ایک پل کے لیے اس کے چہرے پر ٹھہر گئی جس کی آنکھیں اس کی باتوں کی گواہی دے رہی تھیں۔

"اور میں جانتا ہوں ' آپ کو فی فی سے کتنا پیار ہے۔ میں جہیز میں فی فی کو بھی قبول کرنے کو تیار ہوں آخر وہی تو ہمارے ملنے کی وجہ بنی تھی جتنی آپ کو وہ پیاری ہے ' اتنا ہی میں اسے پیار دوں گا۔" فاریہ بے ساختہ مسکرائی تھی۔

"اگر آپ کو فی فی قبول ہے تو مجھے آپ قبول ہیں۔"

"پھر میں ممی کو بھیج دوں۔" وہ جلدی سے بولا۔

"آپ کو جلدی کس بات کی ہے۔" وہ اسٹیج کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

"اگلے ماہ نوفل اور شرمین کی رخصتی ہے۔ میں نے ہر کام اپنے دوست کے ساتھ کیا ہے۔ اب چاہتا ہوں ' ہم دونوں کی خانہ آبادی بھی ایک ساتھ ہو پھر بولیں ' منظور ہے۔"

"سوچوں گی۔" وہ اترا کر بولی۔

"سوچ لیں۔ میرے جیسا دوبارہ نہیں ملے گا۔" وہ اس کے ساتھ قدم ملا کر چلنے لگا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"جانتی ہوں۔" کہہ کر وہ اسٹیج پر چڑھ گئی اور سبطین اس کے ہم قدم تھا۔

☼